



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَحْذِيرًا لَنَا مَعْنٍ وَسَاوِسًا لِنَعْنِي الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْمَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي والصلوة
والسلام على رسولنا وحبيبنا محمد وآله وصحبه وسلم أجمعين
إلى يوم الدين أما بعد

ایک رسالہ سیرۃ فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھنے کے متعلق ایک
متعصب مذہب خفیہ فن تالیف و توصیف سے نابلد نظر سے گذرا مولف
سید امام عظیم کی تعریف و توصیف و مدح سرائی سے بطور متہیہ شروع کر کے
برغم خود سورۃ فاتحہ کے آیت و اذا قوی سے منسوخ ہونے کو ثابت کر چکی
انتہاسی کی بنا پر سنا۔ دلائل اہل حدیث کی طرف سے ذکر کر کے اس میں
اپنی کج فہمی کی بنا پر معارضات ذکر کر کے ۲۶ دلائل اپنے مذہب خفیہ کے
تخریب کر کے اخیر میں اپنا مولف کا نام بایں اسلوب تخریب کیا ہے جو ایک عجیب
افحکہ زمین ہے آپ کے ذہین الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

احقر بندہ یوساکم المسلمین - اہل قرآن - اہل حدیث - اہل امام محمدؐ

عفی اللہ عنہ دہلی۔ یہ آپ کی لیاقت اور عصیت کا کہ تب ہے احقر منبہ
متبر اور ہوساکم المسلمین خبر جیسے اہل قرآن اہل حدیث اہل امام خبر و خبر
اس کا مطلب یہ ہوا کہ احقر منبہ وہ ہی جو ہوساکم المسلمین ہے یعنی خداوند
کریم آپ خداوند قدوس کو احقر منبہ فرما رہے ہیں ہوساکم اس کی تشریح آپ نے
خود ترجمہ میں کر دی ہے کبرت کلمۃ تخرج من الفم ہر دم آگے چلے اہل
قرآن اہل حدیث قرآن والا حدیث والا یہ تو اپنے محل پر درست ہے مگر
آپ کا اہل امام ہونا یہ کس بلا کا نام ہے آج تک کسی حنفی مذہب کے کسی
مستغصب سے مستغصب نے بھی اپنے آپ کو اہل امام نہ لکھا اور نہ کہا امام
کی طرف نسبت اہل امام کے لفظ سے کسی نے بھی بیان نہیں کیا البتہ امام و
لفظ امامیہ کا ترجمہ تو ضرور صحیح ہو جاتا ہے آپ کو تو ایک عام لفظ استعمال کرنا
چاہیے تھا اس لئے کہ رد افض میں بھی تو امام دے لوگ ہیں اسوجہ سے
زمین میں امام ابو حنیفہ کے عقیدہ والے اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں تاکہ
تمام دنیا بھر کے ائمہ بلکہ ائمہ اربعہ سے متاثر ہو جاویں مگر سچی صاحب کی زندہ
دلی کو صد آفرین نیا کی مثال کہ نہ کام تو سب ہی کو ہوتا ہے مگر منیڈ کی صاحبہ
کو بھی ہوتا نظر آئے لگا اور مزید طرہ یہ کہ آپ اس نام کو اولی الامر عنک سے
استنباط فرمایا ہے۔ اور آپ لکھتے ہیں کہ اولی الامر امام ہیں ذرا آنکھیں کھول کر
اپنے مذہب کی کتاب خصہ صادر مختار و فتاویٰ شامی و تفسیر مدارک علامہ
نسفی وغیرہ کو دیکھیں آپ کو صاف اور واضح طور پر ملے گا کہ اولی الامر
سے مراد علماء ہیں امام کے معنی میرے علم میں تو کسی سے دار نہ ہیں ملاجو

حنفی نے اپنی تفسیرات احمدیہ ص ۱۱ میں ایک مسلک قبل المل دباوی
 الاہل علماء الشرع یعنی بعضوں نے کہا ادنی الامر سے مراد علماء شرع
 شریف ہیں مگر اس توجیہ کی آپ تصنیف بیان کردہ کے قول فیصل یوں
 تحریر فرماتے ہیں دیکھو ص ۱۶۹ والحق ان المراد به کل ادنی الحكم
 صحیح بات تو یہ ہے کہ اس سے مراد کل حکم دالے ہیں کسی کی خصوصیت اس
 میں نہیں اب ہم آپ کی تمہیدی مضمون کی طرف قدرے عنان تو جبہ
 مسخطف کر کے پھر خدا نے چاہا نفص مضمون رسالہ پر قلم اٹھائیں گے
 انشاء اللہ آپ ملک میں بے چارے اہل حدیثوں پر ناحق الزام عائد کر رہے
 ہیں اور فیصل بدنام کرنے کی بے جاسخی فرماتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں
 اکثر اہل حدیث حضرات امام اعظم کی شان میں وہ گستاخیاں اور
 توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس کے متعلق صرف اسی قدر
 کافی ہے کہ سبحانک هذا بجهتك عظیم اہل حدیث ہو کر امام
 اعظم کی شان میں گستاخانہ اور توہین آمیز کلمات ہرگز روا نہیں رکھ سکتا
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا ہے الاستاذ کو دھکی
 کہو الانجیل صحاح یعنی تم اپنے مرے ہوئے کو برائے یاد مت کرد
 بلکہ بھائی کے ساتھ انہیں یاد کیا کرو اہل حدیث امام مدوح کے ساتھ
 جہل نہ کر رہتے ہیں کوئی لعنت اللہ کے لفظ کو استعمال نہیں کرتا اور نہ ہی
 سمجھتا ہے یہ اور بات ہے کسی نے اپنے زعم و خیال میں یہ اصطلاح
 مقرر کر رکھی ہو کہ فلاں بات ان کی توہین ہے جیسے بریلوی حضرات

نے دو بند یوں کے متعلق اصطلاحیں معین کر رکھیں ہیں کہ یہ لوگ یوں کہتے
 ہیں کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں یوں کہتے ہیں حالانکہ بات وہ صحیح ہوتی ہے مگر
 انہیں پہلک میں یوں ہی بدنام کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ حضور کی توہین کرتے
 ہیں گالی دیتے ہیں یہی بات مولانا امین الدین شہید کے ساتھ استعمال کرتے
 ہیں مولانا نجفی صاحب آپ نے یہ ان سے کہہ سیکھا تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ میں لا الہ الا اللہ کی تبلیغ فرماتے اور کہتے کہ اتر کر اللات والعزى
 مکہ والے اسی کو گالی سمجھ لیا کرتے اور کہتے کہ محمد وادھر بسبب اللہ بنا
 خدا کی قسم محمد ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ فرما یہ حضور کیا داعی
 بقول مکہ والوں کے سچ مچ گالی ہی دیتے تھے سوچئے اور اگر بیان میں منہ
 ڈال کر ذرا خدا لگتی کہو اور بے چارے اہل حدیثوں کو فضول بدنام نہ کیئے
 نہ تافہیں ہم تارے کوئے ہیں:۔ جہاں کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "غیرت مذہبی نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا سبحان اللہ
 آپ کو غیرت ایمانی وغیرت دینی نے مجبور لکھنے پر نہیں کیا آپ کا فرمانا بجا
 ہے جہاں اس میں شک نہیں کہ بہت بڑا درجہ رکھتا ہے کوئی تمیت کی بنا
 پر لڑتا ہے کوئی جاہ و منزلت کے لئے کوئی کسی غرض سے کوئی کسی غرض سے
 مگر من قائل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله مولانا اپنے
 قلم کو اور ہی جیت میں اٹھایا ہے استعت قبلك في سبيل الله تو
 آپ کا قلم نہیں اٹھا عذا نقصب کامنہ کالا کرے آپ نے امام صاحب کی
 مدح مرتبہ و علم کے متعلق محدثین رحمہم اللہ کے مقولے نقل فرمائے ہیں حضرت

مولانا ہیں امام صاحب سے کسی قسم کی عداوت نہیں گنجیری بھنگیری
 وغیرہ تو نہیں کہتے اور نہ ہی ہم انکی شان میں ناروا کلمہ رزارکتے ہیں اور
 نہ ہی انھیں فاسق و جریا بے دین کافر کہیں جن لوگوں نے حضرت
 امام اور دیگر ائمہ کو خدا کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے
 دے رکھے ہیں کیا ہم اس کا بھی دفعہ نہ کریں حضرت مولانا شاہ عبدالغفر
 اپنے فتاویٰ کے ۱۶۱ میں تحریر فرماتے ہیں وخطا ہوا است کہ منصب
عزب تکلیف و منصب شریعت مخصوص بخدا است و بے نص قاطع
 کہے را این منصب دادن شرک محض است بخود یا اللہ منہا یعنی شریعت
 کے قائم کرنے کا منصب تو خدا ہی کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہے
 اس منصب کو دوسرے سے وابستہ کرنا بخود یا اللہ خالص نظر اچھا نہیں ہے
 اور اہل ایمان فرماتے ہیں دینی الحقیقت اگر مقلدان مذہب تخصیص
 کنندہ یا بندہ کہ اس بلا و تقلید ایشان را بحد سے کشیدہ کہ قول ہر یکے از
 احاد فقہاء در مقابل حدیث می آرند و ترجیح میدہند و این از بی قبیل است
 کہ علماء را بہ پیغمبری رسانیدہ شود بلکہ بخدا کے یعنی اگر مذہب ہی تقلید کرنے
 والے مقتدرین خوب نفیض کہیں اور ڈھونڈ بھال کہیں تو انھیں ضرور یہ
 بات حاصل ہو جائے گی کہ اس تقلید کی آفت نے انھیں ایسی باتوں کی
 طرف پھینچ لیا ہے کہ ہر ایک افراد فقہاء کی بات کو حدیث کے مقابلہ میں
 لے آتے ہیں اور ترجیح دیتے ہیں یہی تو علماء کو پیغمبر بنانا ہے بلکہ اس
 سے بھی بڑھ کر یعنی خدا بنانا ہے ۔

مولانا یحییٰ صاحب احیاء قلب شاہ صاحب کے ارشاد گرامی
 سے کہ لیں اور سردی سے گرمیاں میں منہ ڈال کر تعصب مذہبی کو نکال
 کہ نظر کر کے خدا لگتی کہیں اعدا ہوا قرب للنقوی اہل حدیث
 اس گندگی کو کہ جسے ان کے نام بہاد مستفدوں نے ان کے سروں پر تھوپ
 رکھا صابن لگا لگا کر دھوتے ہیں مگر نہ معلوم گندگی کس چیز سے ملوث ہو
 کہ چھوڑانے سے بھی چھوٹنے کا نام نہیں لیتی اور یہ دستور ہے کہ دوا پلانے
 والے کو مریض اپنا دشمن ہی سمجھتا ہے اگر وہ مریض نہ ہوتا اور کچھ اس
 کے حواس درست ہوتے تو اسے اپنا دشمن کیوں تصور کرتا آپ نے بحوالہ
 ابن خلکان صفحہ ۷۷ امام صاحب کا چار صحابہ کو پانا بیان فرماتے ہیں مگر ہمیں
 اس میں کلام کرنے کی ضرورت نہیں بیماری طرف سے اگر اس سے بھی زیادہ
 صحابہ کو پایا پو تو اس سے یہ بات کسی حال میں بھی ثابت نہیں ہوتی کہ
 امام کا صحابہ کا زمانہ پانا یا صحابہ کو دیکھنا ان کی صداقت و حقانیت
 کا حبیار قرار دیا جاوے کیا حضور اقدس کو دیکھنے والے ناحق پر نہ ہتھے؟
 تقدیر و غیرہ کی بدعتیں صحابہ کرام کے دیکھنے والے اور ان کے شاگردوں
 سے نہیں نکلیں اگر حضور کے دیکھنے والے صحابہ کرام کے دیکھنے والے
 واقعی سب ہی پر اہل حق ہونے کی ڈگری دے جائیں تو پھر دنیا میں
 کوئی ناحق پر ہو ہی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ نے تو صاف اور کھلے لفظوں
 میں سہرا دیلے۔

فان تنازعتم فی شئی فردوا الی اللہ والرسول اب تو

معیار صداقت کتاب و سنت ہی ہے جس کے بھی عمل اس کے موافق ہوں وہ اچھا اور جس کا عمل عقیدہ ان کے خلاف ہو وہ برا ہے اور بس انہیں دو کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے مولانا یحییٰ برائے نام آپ کے مولانا محمود حسن دیوبندی نے تو آیت فودودہ الی اللہ والرسول کے ہمراہ یہ بھی زیادہ کر دیا ہے والی اؤ الی الامر جس کا مطلب یہ ہوا کہ منازعت کے وقت خدا اور رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف رجوع کرو اگر آپ حافظ ہیں تو قرآن میں تو یہ جملہ اس آیت میں ہو تو ہمیں بھی بتائیے مولانا محمود حسن کی ایفاح الاولہ اٹھا کر دیکھئے کیا یہ تخصیص مذہبی کا نتیجہ اور کتب نہیں اور حیک الشی یحییٰ دہیم کچھ اور ہے آپ اہل حق کے دعوے دار ہیں فرمائیے ایمان سے خدا لگتی کہ یہ کفر کا کام ہے یا ایسا کہ خدا کے کلام میں ایک حرف عذر بڑھانے اور گھٹانے والے کی شان میں خفی مذہب فتویٰ دیتا ہے اور اپنے جی میں انصاف کریں آپ صدمے میں لپکتے ہیں۔

ہر اہل حدیث خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ مرتے ہیں سب نفع ابو حنیفہ پر چونکہ نبی اکرم نے فرمایا ہے جو قریب المرگ ہو اس کا منہ قبلہ رخ کر دو حدیث کے الفاظ یہ ہیں اور سیدنا امام اعظم نے فرمایا ہے جو قریب المرگ ہو اس کا منہ قبلہ رخ کر دو اور اس کو چیت لٹا دو تاکہ اس کی روح آسانی سے نکل جائے مولانا آپ کو اپنے مذہب ہی کی خبر نہیں آپ کو اتنی خبر نہیں کہ چیت لٹانا امام صاحب کا مذہب ہے یا کسی دوسرے کا

اگر ہدایہ سبکی کسی سے پڑھو لیتے تو اس درجہ آپ کی علیت کو دھبہ نہ لگتا
سنئے ہدایہ میں جنازہ کو اس سے شروع کیا ہے اذا حضر الرجل
وحدہ والی القبلة عن شفقہ الایمن والی المختار فی بلادنا الاستلقاء
الی ان حال ولاول هو السنۃ جب آدمی کو موت قریب آجائے
تو اسے قبلہ کی طرف دہائی کر دٹ کر دیں اور چارے شہروں میں تو لوگو
کا اہل بیت کا ہے اس پر آگے چل کر گویا اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پہلا طریقہ تو اہل سنت کا ہے۔ بجز الایاتی میں ہے وانما لہ وجہ
الی القبلة علی یمنہ لانہ السنۃ المنقولۃ قریب المرگ کو دہائی
کر دٹ قبلہ رخ کر دیا جاوے اس لئے کہ یہی سنت ہے جو منقول ہو
فنادی عالم گیری میں ہے وهو السنۃ دعوالافضل یہی سنت پر
اور یہی افضل ہے کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۳۶ میں ہے والسنۃ
ان یكون علی شفقہ الایمن کما هو السنۃ فی النعم وہی کر دٹ کرنا
سنت ہے جس طرح یثتے میں دہائی کر دٹ لیتا سنت ہے چت لپٹنا
امام صاحب کا مذہب نہیں بلکہ پچھلے لوگوں کا ہے یہ تمنا ہے آپ امام
صاحب کے متقدم ہیں یا غیر کے امام صاحب اور امام صاحب کے تمام
شاگردوں کا تو مذہب دہتی کر دٹ کا ہے آپ نے امام صاحب کے
شہید کو کیوں اختیار نہیں کیا چت لٹانا امام صاحب کا مذہب ہرگز
نہیں یہ کتا ہیں موجود ہیں آپ کے مذہب کی ہمیں بھی تو امام صاحب

اُسے نکلو اگر خود میں نکالنے کی طاقت نہیں آتی تباریں تب ہم آپ کی بہادری اور اہل امام ہونے کی داد دیں گے ورنہ وہی آلوگی ترکاری جو پہلے مٹی اب مٹی ہے اچھا اب آپ یوں کہئے کہ حجت لٹا غلط ہے سنت نہیں ہے اور امام صاحب کا مذہب ہی نہیں ہے۔

تو ہم کہتے ہیں طبقہ حوام اہل حدیث کا عمل قابل تحسین نہیں غلط ہے رسمی طریقہ پر عمل ہے اور یہ آپ لوگوں کی شمولیت میں رہنے کا نثرہ نتیجہ ہے مثل ہے برانہ نہیں کہ ادنیٰ کو گدھے کے پاس باندھیں گے تو وہ بھونکے گا تو نہیں مگر سر تو ضرور اونچا کرنا سیکھ لے گا۔ اہل اسلام میں اکثر رسومات یہودی ہیں رہنے سے ان کے یہاں کی آنکھی ہے مکرم جو برہم سے وہ براہی ہے اور اچھا ہے وہ اچھا ہی ہے آپ آئندہ سے امام صاحب کو بدنام نہ کرنا اور اب اپنے شعروں کی ایمان داری سے اصلاح کر دیں سپردم تو مایہ خویش را۔“

امام صاحب کی سستی ایک نہایت بزرگ سستی تھی ہیں ان کی بزرگی سے اختلاف نہیں اور نہ ہی کسی محدث کو ان کے زہاد و تقویٰ پر اعتراض ہے ان کے فقیہ ہونے میں بھی کلام کسی کو نہیں امام صاحب کے مشہور معرود شاگردوں نے اپنے بزرگ امام کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے ان کی ہی زبانی نمونہ مشن از خود اسے اس جگہ ہم پیش کرتے ہیں اس لئے کہ تاذ کی کسر سے اس کے شاگرد خوب واقف ہوتے ہیں امام صاحب کے مشہور شاگرد حضرت عبداللہ بن المبارک جس کی آپ ص ۱۲ میں تعریف

فرما چکے ہیں وہ کیا کیا اپنے محترم استاد کی شان میں واضح فرماتے ہیں۔
 سرودنی سے ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کان ابو حنیفہ بنتھا فی
 الحدیث امام صاحب ابو حنیفہ حدیث میں بیتم تھے دیکھو تاریخ بغدادی
 ص ۱۳۵ ج ۳ قیام النیل محمد بن نصر دہلی کے تصدیق میں ایک روایت ہے کہ
 اقطن نے امام صاحب کا زہد بیان کیا یعنی حدیث میں اپنا بیج تھے حسین
 بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن المبارک پر گواہی دیتا ہوں اگر جھوٹ
 نہیں تو خداوند کے ہم مجھ سے اس کا محاسبہ لے مجھ سے انھوں نے کہا
 لے حسین قد ترکت کل شیء روایت عن ابی حنیفہ فاستغفر اللہ
 واوب الیہ میں نے جس قدر ابو حنیفہ سے روایت کی تھی سب کو چھوڑ
 دیا اور خدا سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں دیکھو تاریخ بغدادی ص ۱۳۵ ج ۳
 حمیری فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا آپ فرماتے تھے
 کتبت عن ابی حنیفہ اربع مائہ حدیث اذا رجعت الی العراق
 ان شاء اللہ محض تھا یعنی میں نے امام ابو حنیفہ سے چار سو حدیثیں لکھی ہیں
 میں جب عراق جاؤں گا اپنے وطن تو خدا نے چاہا انھیں مسادوں کا دیکھو
 تاریخ بغدادی ص ۱۳۵ ج ۳ حسن بن ریح کہتے ہیں کہ ابن المبارک نے قبل
 ان یوت باہام لیسیر آپ نے مرئیے حیدر یوم پہلے ابو حنیفہ کی حدیثوں
 پر لکیر پھیری دیکھو تاریخ بغدادی ص ۱۳۵ ج ۳ سلمہ بن سلیمان کہتے ہیں ایک
 آدمی نے ابن المبارک سے پوچھا کہ ابو حنیفہ کان عالما قال ما کان غلیظ
 لذان کہ عالم تھے کہا کہ اس کے دلائق نہ تھے دیکھو تاریخ بغدادی ص ۱۳۵

حجۃ ۳۳ معلیٰ بن اسد سے مروی ہے کہ میں نے ابن المبارک سے کہا کان
الناس یقولون انک تذهب الی قول ابی حنیفہ قال لیس کل
ما یقول الناس یصیبون فیدلکنا انکنا لئیک زمانا ونحن لا نعرفہ
علما عنہا ترکناہ لوگ کہتے ہیں آپ ابو حنیفہ کے مذہب پر عمل کرتے
ہیں کہنے لگے لوگوں کی سب باتیں صحیح نہیں ہوا کرتیں اصل بات یہ ہے
کہ ہم ان کے پاس آتے جاتے رہے ایک زمانہ تک جب تک ہم بے خبر
تھے ان کی حقیقت سے جب ہم نے انہیں پہچان لیا تو پھر ہم نے ان کو
پھوڑ دیا دیکھو مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی فتح الملہم کا مقدمہ ص ۱۸
امام صاحب کے دوسرے شاگرد رشید حضرت در شرح مسلم و کیع بن ابی
کے ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمائیے جو میں الفاظ مرقوم ہیں۔

آپ فرماتے ہیں وجدت اباحنیفہ خالف ما اثبتی حدیث عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں نے امام ابو حنیفہ کو دو سو حدیثوں
کے خلاف کرتے پایا دیکھو مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی فتح الملہم
شرح مسلم کا مقدمہ ص ۱۸ اور تاریخ بغدادی ص ۳۹۵ ح ۱۳۱۱ جامع ترمذی باب
ما جاز فی اشعار السلف ص ۱۸۰ میں ہے۔

وکیع بن ابی جراح اس حدیث (اشعر الہدی) کو بیان فرماتے تو یہ
بھی ساتھ ہی ارشاد فرماتے کہ اس مسئلہ میں رائی دالوں کی بات کی طرف
مت رجحان دینا اس لئے کہ اشعار کمرہ حضور کی سنت ہے اور ان کا
کہنا بدعت ہے ابواب کہتے ہیں ہم حضرت وکیع کے پاس گئے انھوں نے

رائے پر چلنے والے دحضی، اسے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگا
 اور ابو حنیفہ کہتے ہیں یہ مثلہ ہے وہ آدمی رائی کا دلدادہ کہنے لگا حضور وہ
 تو اپنی طرف سے نہیں کہتے انہیں ابراہیم نخعی سے پہچاننا ہے کہ وہ اسے
 مثلہ کہتے تھے ابو اساب کہتے ہیں میں نے وکیع کو دیکھا بہت ہی عصبہ
 میں بھر گئے اور فریسنے لگے میں بخیر سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مسند پایا اور تو کہتا ہے ابراہیم نخعی یوں کہتا ہے تو اس قبیل
 ہے کہ تجھے میل میں نہ کر دیا جاوے پھر حیل سے جب تک اس بات سے
 توبہ نہ کرے نکال دیا نہ جاوے۔ یہ ہیں حقیقی معنوں میں امام صاحب کے
 شاگرد دینس خلیفہ کو تو اس پر بددست ناز ہے اور ان کو وجہ سے صحاح دارالکو
 امام صاحب کے شاگرد در شاگرد دینس کو خیر کر گئے ہیں غالباً اس وجہ معلوم
 ہوئی ہے کہ امام صاحب کے شاگرد در مشید موصوف و مشہور امام حیدر اور
 ابو یوسف بے شمار مکتوبوں میں اپنے استاد کی نہیں، بیٹے بنام امام محمد
 توصات کہہ دیتے ہیں، ہم امام کی بات کو نہیں لیتے دیکھو وہ خود اپنی کتاب
 البحر والبر میں لکھتے ہیں ایستہ نخذ من قول ابی حنیفہ و ابی حنیفہ
 از میں کی روایت کی زکوۃ میں امام ابو حنیفہ اور ابراہیم نخعی کا قول نہیں
 لیتے، امام محمد کا اپنے استاذ سے خلاف کرنا ایک نہیں ایسی جگہ میں آزاد
 سپہ ملا حاکم یونان کی برطا اس میں تیرہ جگہ اور کتاب الآثار میں پندرہ
 جگہ ضرورت ہوئی تو مجھے ان منکرات کے معنی معلوم کر سکے ہیں
 فقہ کی غرض سے اس جگہ چھوڑنا ہوا اب قدرے حیرت منجھتا ہے

کے متعفا نہ کلام امام ممدوح کے متعلق نمونہ مشت از خروار سے ملاحظہ ہوں۔
 حضرت یحییٰ بن سعید القطان جن کی مدح جناب والا نے منائیں کی ہے۔
 علی بن المدینی کہتے ہیں یحییٰ بن سعید القطان کو جناب ان کے پاس ابو حنیفہ
 کا تذکرہ آیا کہ ان کی حدیث کیسی ہیں جواب میں فرمایا وہ تو صاحب حدیث ہی
 نہ تھے دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۱۶ ج ۳ یحییٰ بن معین کے کسی نے ابو حنیفہ کے
 متعلق دریافت کیا جواب دیا کہ کان یضعف فی الحدیث حدیث میں ضعیف
 تھے یعقوب ابن شیبہ کہتے تھے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت صدوق ضعیف
 الحدیث سچے تھے حدیث میں ضعیف تھے دیکھو دونوں باتیں تاریخ بغداد
 ص ۲۱۶ ج ۳ امام مسلم فرماتے ہیں ابو حنیفہ النعمان بن ثابت صاحب الدراۃ
 مضطرب الحدیث یس لہ کبیر حدیث صحیح ابو حنیفہ نعمان بن ثابت راوی
 قیاس دالے مضطرب الحدیث ہیں ان کے پاس کوئی زیادہ صحیح حدیثیں
 نہ تھیں دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۱۶ ج ۳ امام علی بن اسحاق سی سے سعید بن مسافر
 ابو حنیفہ کے متعلق دریافت کیا جواب میں اصمد جدا بہت ہی ضعیف تھا
 دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۱۶ ج ۳ ابو حفص عمرو بن علی نے کہا یس بالفاظ
 مضطرب الحدیث والی الحدیث و صاحبہ گویا حافظ حدیث نہیں تھے
 بلکہ مضطرب الحدیث بودی حدیث دالے تھے دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۱۶ ج ۳
 امام نسائی نے فرمایا یس بالقوی فی الحدیث حدیث میں قوی نہ تھے
 دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۱۶ ج ۳ یحییٰ بن معین کہتے ابو حنیفہ عندنا من
 اهل الصدق ابو حنیفہ ہمارے نزدیک اہل صدق سے ہیں چھوٹے

تو نہیں المان فی حدیث مافی حدیث الشیوخ ہاں ان کی حدیثوں میں نہ ہی باتیں ہیں جو شیوخ کی حدیثوں میں ہو اگر تاہم مقررہ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے ابو حنیفہ کے متعلق دریافت کیا جو اباعزس کیا کہ وہ لیس کان عند ابی حنیفہ من الحدیث حتی تسال عند ان کے پاس حدیث ہی کون سی تھی جو تم مجھے ان کی حدیثوں کے متعلق دریافت کرتے ہو دیکھو تاریخ بغداد ص ۱۳ ج ۱۳ امام احمد بن حنبل سے ان کے لڑکے عبد اللہ نے ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ کی حدیث ضعیف ہیں ان کی رائی بھی ضعیف ہے امام نسائی کتاب الطبقات ص ۵۵ میں لکھتے ہیں (یہ کتاب اگر دیکھیں المنفرد والوحدان کے ہمراہ ص ۱۳۲۲) میں جمع ہوئی ہے ابو حنیفہ لیس بالقوی فی الحدیث وہو کثیر الخلط والخطا علی قلہ رواۃ ابو حنیفہ حدیث میں قوی نہیں غلطی اور خطا بہت کرتا، اسوجہ حدیثیں بھی بھی ان کی کم تھیں امام بخاری رحمہ اللہ ضعفار کبیر میں فرماتے ہیں (یہ حیدر آباد کے مکتبہ اصفیہ میں موجود ہے اور ان کی تاریخ کبیر میں بھی ہے جو حال میں چھپی ہے)

بکتوار عن دایہ وعن حدیث ان کی رائی اور حدیث سے لوگوں نے خاموشی اختیار کی ہے۔ حافظ ابن عبد البر جامع بیان العلم والے اپنی تمہید شرح موطا امام مالک میں فرماتے ہیں من کان لہ امام کی حدیث پر لم یسندہ خیر ابی حنیفہ وهو سبی الحفظ عند اهل الحدیث من اس کو مرفوع صرف امام ابو حنیفہ ہی نے کیا ہے اور یہی الحفظ سے

حدیث میں یعنی ان کا حافظہ ٹھیک نہ تھا اور قطنی ص ۲۳ میں امام ابو حنیفہ کو ضعیف بتایا ہے امام ذہبی نے بھی ضعیف بتایا ہے۔ امام ذہبی نیز ان الاعتدال میں لکھتے ہیں: **ضعف المسائل من جهة حفظه بن عدی اخرون** یعنی امام نسائی ابن عدی اور دوسروں نے امام ابو حنیفہ کو حافظہ کی طرف سے ضعیف بتایا ہے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ محدثین کا جرح کرنا بزرگ ہستیوں میں لعن اور غیبت نہیں محض تحفظ ناموس شریعت محمدیہ ہے۔ امام ترمذی غلط ص ۳۳ ج ۲ میں (یہ حلال صغیر ہے جو جامع ترمذی کے ہمراہ لاحق ہے) فرماتے ہیں بے حساب آئمہ نے تابعین اور غیر تابعین سے ادیبوں میں کلام کیا اور انہیں ضعیف بتایا اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے **حکمہ علی ذالک عندنا والله اعلم النصیحة للمسلمین لا یظن بہم انہم اراذل الطعن علی الناس والغبیة الی ان قال فاسرا دھولاً عراً لا عمة ان یبلینوا احوالہم شفقة علی الدین و تثبتاء** وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس پر ہمارے علم کے موجب آگے خدا ہی کو زیادہ علم ہے۔ امادہ کیا ہے مسلمانوں کی خیر خواہی۔ نے ان لوگوں کے ساتھ طعن و سب سے اور غیبت کا تو دم بھی نہیں کیا جاسکتا ان آئمہ نے دین پر ترس و رحم کھایا تاکہ اس کی مضبوطی میں فرق نہ آوے۔ آگے چل کر امام ترمذی ص ۲۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں: **وقد تکلم بعض اهل الحديث في قوم من اجلة اهل العلم وضعفوه من قبل حفظهم ووقفهم احسرون من الا سمة بجلالة هم صدقهم**

یعنی اس میں شک نہیں کہ بعض ائمہ اہل حدیث نے بڑی بڑی ذی علم ہستیوں میں کلام ضرور کیا ہے اور انھیں ضعیف بھی بتایا ہے حافظ کی بنا پر اور دوسروں نے ان کی تقاہت ظاہر کی ان کی بزرگی اور ان کی صداقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام صاحب صدوق اور ثقہ اور زاہد عابد پر ہیزگار سب کچھ کہتے مگر روایت کا معاملہ ہی کچھ اور ہے یہ اوصاف ضعیف ہونے کو مانع نہیں آدمی میں یہ دونوں برابر جمع ہو سکتے ہیں۔ امام صاحب میں جن محدثوں نے ضعف بیان کیا ہے وہ محض حافظ ہی کی بنا پر اور کسی بنا پر نہیں اور نہ ہی کسی نے ان کی جلالت شان پر حرف گیری کی میرے علم میں علامہ کمال ابن الحمام مجتہد العصر مذہب حنفیہ کے ذمہ دار فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۳۵ ج ۱ کتاب الصوم میں لکھتے ہیں لا تعارض بین کلا مہما اے ضعیف صدوق اذا الصفا لا ینفی سائر وجوہ الضعف یعنی صدوق اور ضعیف ان دونوں میں تعارض نہیں اس لئے کہ لفظ صدوق کا کل اور تمامی وجوہات ضعف کی نفی نہیں کرتا مگر ہمارے بعض متعصب حنفیہ نے تعصب کی بنا پر محدثین ہی پر لب کشائی کر لی عینی نے لکھ دیا کہ دا قطنی کا کیا حق ہے کہ وہ امام صاحب کو ضعیف بتا رہے یہ خود ضعیف ہونے کے لائق ہے فرمائیے جب امام صاحب کو حدیث سرائی کرنے والی ہستی اور وہ بھی مسلم الثبوت یحییٰ بن معین یحییٰ بن سعید لقطاوی وغیرہ کا تہذیب امام صاحب کے حافظ کی بنا پر ضعیف کہہ چکے تھے تو اس بیچاڑے دائر نشین نے کون سا قصور کیا تھا مگر خدا تعصب کا منہ کالا کرے امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیائے علوم الدین ص ۲۵ ج ۴ میں لکھا ہے کما ان الرجل قد یجاوز بہ

حبه لصاحبنا هذا العشق فجله ﷲ علی بن یقوت جصیع ملہ
 فنصتہ مذہبنا عنہ ونحاط بوجہ فی قتال من یطعن فی امامہ
 ومتبوعہ فکرم من دما ریتہ فی نصرتہ اسر باب المذہب
 یعنی آدمی کبھی اپنے مذہبی پیشوا کی محبت میں عشق کی محبت تک پہنچ جاتا ہے
 یہ محبت اسے اس کے مذہب کی امداد و اس کی طرف سے مدافعت میں اس
 کے کل مال کے خرچ کر دینے پر ابھارتی ہے اور اس کے جی میں اس طعن کرنے
 والے کے قتل تک کرنے کا خیال آجاتا ہے۔ دنیا میں بے شمار اس مذہبی نفرت
 کی مد میں خوں ریزی ہوئی ہے میں مولینا کی صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ
 نے ہر وجہ سے اس میں قلم اٹھانے کی لکھی ہے وہ یہ ہی تو نہیں؟ براہ مابین بات
 طول پکڑ رہی ہے اصل مقصد پر آتا ہوں وقت نہیں اختصار کا خیال ہے ورنہ
 اس کے لئے تو ایک دفتر کی ضرورت ہے یہاں اتنا یاد رکھئے کہ راوی کا ضعیف
 ہونا راوی کی جلالت شان میں حائل نہیں ہو سکتی صحیح مسلم شریف کے مقدم میں
 بھی نظر ڈال لیں اس میں صاف ہے کہ مسجد نبوی میں اتنی سے زاید بزرگ
 عابدوں اور زاہدوں کی ہستیاں موجود تھیں مگر وہ حدیث روایت کرتے
 کے لائق نہ تھے اور یہ بھی مقولہ مشہور ہے کہ لکل فن جال ہرفن کا آدمی
 خدا نے ضرور بنایا ہے اس میں شک نہیں کہ امام صاحب کو فقہ اور رائے
 میں ضرور کمال تھا جو دوسروں کو نہ تھا۔ امام صاحب نے اصل بات پوچھو تو
 علم حدیث پر توجہ ہی نہیں ڈالی تھی امام صاحب کی تعلیمی لائق کو شبلی نعمانی نے
 لکھا ہے اور خطاوی شرح درمختار میں امام صاحب نے تیس برس کی عمر تک

تو علمی مشغلہ میں قورم ہی نہیں رکھا تھا تجارت میں لگے تھے ہر چیز کا وقت ہوتا ہے اس فن تعلیمی کا بھی حسب قضا و قدر ثابت آیا تو آپ نے قرأت تجوید و حصول علم حدیث وغیرہ کے حصول و نتائج پر غور و خوض کرتے ہوئے ان سب کو ترک کرتے ہوئے صرف رائے پر آپ کی رائے آکر ٹھہری گوشت اللہ میں آپ نے اس کڑی کا پہلا دور شروع کر کے کمال حاصل کیا۔ اس میں کمال کا کسی کو انکار نہیں رہا علم کتاب و سنت تو ان میں انھیں امام مالک سے کمال زائد نہ تھا آپ کی تاریخ ابن خلکان میں ملاحظہ ہو امام محمد امام صاحب کے شاگرد رشید نے حلیۃ النصف سے جب ان سے پوچھا گیا تو صاف طور پر اقرار کیا کہ امام مالک زیادہ واقف کار ہیں ہمارے امام صاحب سے۔ یہ سوالات امام شافعی نے کئے تھے امام محمد سے یہ باتیں تاریخ بغدادی میں بھی ہیں مگر ہمارے مولانا کو تو طحاوی سے ضرور تشفی ہو جاوے گی۔ اس میں دیکھ کر کھرا انھیں اجازت ہے مرضی میں آوے وہ فرمائیں۔ مولانا ایک بات رہ گئی آپ نے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے "امام اوزاعی نے امام صاحب کو سند بھی دی" تاریخ بغدادی صفحہ ۲۸ میں ملاحظہ کر لیں امام اوزاعی فرماتے ہیں ما و لدانی الاسلام ماضی علی الاسلام من ابی حنیفۃ یعنی اسلام میں کوئی بچہ ایسا پیدا نہیں ہوا کہ اس کی ذات سے اسلام کو ضرر پہنچا ہو ابو حنیفہ سے بڑھ کر حامد ہے۔ نئے جو آپ کے استاد تھے بھی اسی طرح فرمایا سفیان ثوری نے بھی اسی طرح فرمایا۔ اسی صفحہ میں امام اوزاعی سے منقول ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کا انتقال ہوا امام اوزاعی کو خبر ان کے مرنے کی ہوئی تو کہنے لگے الحمد للہ ان کا منقض

اسلام عقیدہ خدایا کا شکر ہے اسی کو حمد و سراور ہے ابو حنیفہ اسلام کی کڑی
کڑی کو توڑتا تھا۔ یہ بھی ایک سند امام اوزاعی ہی کی ہے۔ نہ معلوم یہ باتیں
ان بزرگوں کی زبانی کیوں صادر ہوئیں۔ اس کا علم تو خدا ہی کو ہونا چاہیے
مگر بظاہر تو یہ بات معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ان کے خاص الخاص شاگرد
رشید حضرت وکیع بن الجراح فرماتے ہیں جانا اباحنیفہ خاتمائی حدث۔
ہم نے ابو حنیفہ کو پایا دو سو حدیثوں کے خلاف کرتے ہوئے۔ یوسف
بن اسباط کہتے ہیں رد ابو حنیفہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعاً
حدیث ادا کثر یعنی ابو حنیفہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سو سے
زائد حدیثوں کو رد کر دیا پھر ان میں سے چند کو سوال کرنے پر بتا بھی دیا، دیکھو
تاریخ بغدادی صفحہ ۳۱۳ ج ۱۳۔ حماد بن سلمہ امام صاحب کے استناد میں کہتے
ہیں ان اباحنیفہ استقبال الآثار والسنن فردھا ابوا یہ ابو حنیفہ نے
آثار اور احادیث نبویہ کو اپنی رائے کے سامنے رد کر دیا۔ مولینا برامنے کی
بات نہیں یہ تو حقیقت ہے کہ جس کا اظہار کیا گیا ہے انھیں عداوت اور حسد
سے کیا تعلق؟ یہ لوگ تو امام صاحب کی تعریف بھی کرنے والوں میں سے ہیں
یہ ان کا انصاف ہے تعریف کے قابل انسان ہیں جو بات ہو اس کی تعریف
بھی کرنی اور جو نقص ہو اس کا بیان بھی کر دینا۔ اسی کا نام ہے انصاف۔ ارشاد
خداوندی ہے اعدواہوا قریب للفقوے آدم بر سر مطلب مولینا کی صاحبزادی
آگے اس کے اصل مطلب کی طرف عنان قلم کو موڑا ہے۔ آپ کی سرخی قابل تحسین
ہے علام قراءۃ خلف الامام فاتح الدلیل معجۃ عربی کی بھی قدر سے ٹانگ

توڑی گئی ہے مگر ہمیں لفظی بحث میں پڑنے سے فائدہ نہیں اس میں تضرع اور قناعت کے علاوہ کچھ نہیں۔ غالباً آپ کی ہستی علمی مشغلہ سے قدرے بے بہرہ ضرور ہے۔ آپ کی تمہید ملاحظہ ہو آپ لکھتے ہیں ”صفحوں ۱۱۱ احناف اور اہلحدیث کے مابین اختلافات پیدائش سے لے کر موت تک ہے۔“ یہ آپ کی ذہنیت ہے مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں النافع الکبیر صفحہ ۱۱۱ میں انھما خالفوا حنیفہ فی ثلثی ہذہ جہہ یعنی امام محمد اور امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ کے دو تہائی مذہب کی مخالفت کی ہے۔ مولانا فرمائیے یہ کچھ کم مخالفت ہوئی۔ بارہا امام محمد فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں ہم سے نہیں لیتے۔ موطا کتاب الامار اور الحج وغیرہ سر دلی سے ملاحظہ فرمائیں کسی نے سچ کہا ہے رشتی بڑا ٹھکانا سلست لبی بیاری میرے سر تھوپ علیحدہ ہو گئی۔ یہ تو بڑے مزے کی بات ہے مولانا آپ تو امام صاحب کے خلاف نہیں کریں گے نیچے سنئے قرآن مجید کی قراءۃ انما یحشی اللہ من عباده العلماء لفظ اللہ کو زبر اور علما کے ہمزہ کو پیش اور یہ ہی سب جگہ پڑھا جاتا ہے۔ مولوی اشرف علی اور دیگر علماء تجویز حنیفہ نے لکھا ہے کہ لفظ اللہ کو پیش اور علماء کے ہمزہ کو زبر پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے۔ یہ ان کا لکھنا صحیح یا غلط، اگر صحیح ہے تو آگے چلتے۔ آپ کے امام ابو حنیفہ لفظ اللہ کو پیش اور علماء کے ہمزہ کو زبر پڑھتے تھے دیکھو مسند غوازدی وغیرہ اس میں صاف واضح طور پر لکھا ہے کہ امام صاحب اللہ کے لفظ کو پیش پڑھتے تھے اور علماء کے ہمزہ کو زبر۔ ایمان داری سے فرمائیے اور انصاف سے کہئے اور نیچے فتاویٰ قاضی خاں میں امام العقیدہ امام ابو منصور

(ماتریدی کہ جن پر حنفیوں کے عقیدوں کا دار و مدار ہے۔ اس لئے حنفی سب
 ماتریدی کہلاتے ہیں اور دوسرے مذاہب والے اشعری کہلاتے ہیں) سے
 ہے کہ انھوں نے کہا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نے خدا کو خواب میں دیکھا وہ بہت
 پرست سے زیادہ خراب ہے۔ درمختار مشہور حنفی مذاہب کی کتاب ہے اس
 میں صاف لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے خدا کو سو بار خواب میں دیکھا۔ مولانا
 ٹھنڈے دل سے گریبان میں منڈال خدا لگتی فرمائیں۔ نفسانیت اور عصیت
 کو ایک طرف رکھ دیں الانصاف خیر الاوصاف۔ اب کہتے یہ اختلاف کس
 میں ہے کسی نے سچ کہا ہے "بدا چھا بدنام برا" شیر کو کون کہے کہ تیرے منہ سے
 بوا آتی ہے۔ غریب کی جو روسب کی بھابھی۔ خیر اب مولینا کی صاحب کی اصل
 بات سنئے آپ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں "اجتاف کے نزدیک خلف الامام قرآن
 فاتحہ بحکم باری تعالیٰ آیت سورہ اعراف منسوخ ہو گئی" مولینا ناظر حسن یونیدی
 حنفی جو آپ کے بھی مسلم الثبوت ہیں انھوں نے سورہ فاتحہ کے رد میں ایک
 کتاب بنام الفرقان لکھی ہے۔ آپ اس کے صفحہ ۸۹ میں یوں رقم طراز ہیں کہ
 اس موقع پر پہنچ کر سخت تعجب ہے کہ بہت سے اکابر علماء جو علوم دینی میں بحر
 ذخارتھے اور ان کی گفتش برداری ہم جیسے قاصر النظروں کے لئے مایہ ناز ہے
 کیوں اس امر کے پیچھے پڑے کہ اسی آیت سے نماز جہری میں قرآن مقتدی منسوخ
 ہوئی اور اسی آیت سے سری میں پہلے کا نسخہ استعمال ہے اور ثانی کا نسخہ
 و انصتوا ہے پھر اس دعوے کے ثبوت میں مناسبات عقلیہ اور اوضاع لغویہ
 سے کام لیا گیا جو اکثر مخدوش ہیں۔ جو اس امر کا ندھی ہو کہ اس آیت سے جہری و

سری نیز میر قرأت مقتدی منسوخ ہوئی ہے۔ اس کے ذمے یہ امر لازم ہے کہ پہلے اس کا ثبوت پیش کرے کہ وقت نزول آیت پانچوں نماز فرض ہو چکی تھیں اور ان میں سری و جہری کی تفریق ہو چکی تھی..... کیونکہ امر منسوخ پہلے سے رائج ہونا ضروری ہے اور ناسخ کے لئے اس سے مؤخر ہونا لا بدی ہے۔ سو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون سی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبورہ ہیں جن سے پتہ چلے کہ یہ آیت بعد اقرار صلوٰۃ خمسہ نازل ہوئی ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو آیت مذکورہ کو ناسخ قرأت مقتدی خواجہ جہرا خواجہ سارا قرار دے سکتے ہیں اگرچہ پھر بھی انستوا سے مقتدی کی سری قرات کو منسوخ ہونا عمل تامل رہے گا۔ مولینا عبدالحی کہنوی امام الکلام ص ۱۲۱ میں لکھتے ہیں **لَا يَجُوزُ اِلَّا اَنَّ السُّنَّةَ اَلَا اَنَّ عَلٰى جَوَابِ السُّكُوتِ** مطلقاً باطلی۔۔۔۔۔ آیت سے مطلقاً سکوت کے وجوب پر استدلال کرنا باطل ہے۔۔۔۔۔ میں فرماتے ہیں اما الاستدلال بھا علی وجوب الانصاف مطلقاً سارا کانت وجہریۃ فی حالتہ السکوتۃ فی حال العتراء فغیر تامر لا تبایلات رکیکۃ لا یقبلہا ذوالفہم التام یعنی آیت سے چپ رہنے پر مطلقاً دلیل لینا خواہ سری ہو یا جہری کے سننے اور پڑھنے کے اوقات میں پوری نہیں انر سکتی بلکہ تاویل جہر جہری کے جنھیں پوری سمجھ والے تو قبول نہیں کریں گے۔ اب ایک بات اور سن لیں حنفیہ کے نزدیک قرأت کی فرضیت قرآنی حکم سے ثابت ہے۔ اور وہ آیت **فَاَقْرَءُوا مِّنَ الْقُرْآنِ اِنْ اَسْمَأْتُمْ اَوْ اَمْسَاوْا** اس سے تمام اقسام کے مصلیوں پر قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی ہے۔ اور آیت **اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَسَمِعُوْهُ** چپ رہنے کو

کہتی ہے دونوں میں خاص تعارض ہے۔ حنفی مذہب کے اصول میں لکھا ہے کہ جب دو آیتوں میں تعارض ہو تو دونوں ہی دلیل کے قابل نہیں حدیث کی طرف مراجعت کرنا پڑے گی۔ دیکھو نور الانوار ص ۹۱ و حکم باین الایاتین المصیر الی السنۃ ان الایاتین اذا تعارضتا ساقطتا فلا بد للعامل من المصیر الی ما بعدا وهو السنۃ مثالیہ قولہ فاقروا ما تیسر من القرآن مع قولہ واذا قرأ القرآن فاستمعوا للہ وانصتوا فان الاول بجموعہ یوجب القراءۃ علی المقدام والثانی بخصوینفہا وقد رد فی الصلاۃ جمیعاً فانساقطتا فی صارا الی حدیث بعدہ یعنی جب دو آیتوں میں تعارض واقع ہو تو حکم اس کا یہ ہے کہ حدیث کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس لئے کہ جب دو آیتیں باہم متعارض ہوں تو دونوں ہی حجت سے گرجاتی ہیں اس کا مثال فاقروا ما تیسر من القرآن یہ اپنے عموم کی بنا پر مقتدی کو بھی قرأت کا حکم دیتی ہے اور دوسری بالخصوص منع کرتی ہے اور دونوں ہی نماز کے بارے میں وارد ہیں لہذا دونوں ہی حجت سے گر گئیں۔ حجت اور دلیل پکڑنے کے لائق نہیں رہیں اب حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا تو طبع تلویح ص ۱۰۱ میں بھی انھیں دونوں آیتوں کو نمائش میں پیش کر کے حدیث کی طرف رجوع کرنے کو واضح کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اب المعاریض والترجیح یہ ہے حنفیہ کے اصول کا فیصلہ۔ پھر کیا مقام تعجب اور صد افسوس نہیں کہ اپنے اصول سے خلاف کر کے تنکیوں کا سہارا تلاش کرنے پھریں۔ اب حدیثوں کی طرف آتے ہیں۔ آیت تو حنفی مذہب کے اصول

کی بناء پر منع کرنے کی طاقت رکھتی نہیں۔ سینہ زوری کا تو علاج ہی نہیں۔ ہم نے آپ کے ہی مستند آدمیوں سے آپ پر واضح کر دیا ہے آگے آپ کو اختیار ہے اور پھر آہستہ نمازوں کی قرأت تو اس آیت سے امام صاحب کے نزدیک بھی تو منع نہیں۔ امام صاحب تو صرف چہری نماز ہی کی قرأت کو اس کا سبب نزول فرماتے ہیں۔ امام رازی اپنی تفسیر میں اس کے نزول کے متعلق کئی اقوال لکھتے ہیں منجملہ اس کے لکھتے ہیں والقول الثالث ان الایۃ نزلت فی ترک الجھنۃ بالقراءة خلف الامام وساء الامام هو قول الجحیفۃ واصحابنا یعنی تیسرا مذہب اس کے نزول میں یہ ہے کہ یہ آیت زور سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا تو یہی کہنا ہے۔ امام رازی کے کلام کی تائید اس سے بخوبی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو امام الکلام صفحہ ۳ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرماتے ہیں الثالثان قراءة الفاتحة مستحسنة مستحبة في السيرة ومكره في الجھنۃ فی روایۃ عن محمد بن ابی ذر کہ صاحب الھدایۃ الذخیرۃ وغیرھا وھو روایۃ عن الجحیفۃ كما ذكر الزاهد في الحبۃ هو لک اختارہ ابوحنیفہ شیخ التسليم كما ذكره بل جملة من الجحيفۃ والضمیمۃ قال صاحب التفسیر الاحمد فان ايت الطائفة الصوفية والمشائخ الجحيفة تراهم يستحسنون قراءة الفاتحة للموت كما استحسنه محمد ايضا احتياطا فيما روى عنه حنفیہ کے کئی مسلک بیان کئے ہیں جس میں تیسرا مسلک یہ بیان کیا کہ سورۃ فاتحہ

کامری نمازوں میں پڑھنا مستحسن اور مستحب ہے ہاں جہری میں مکروہ ہے صاحب ہدایہ نے امام محمد سے روایت کی ہے اس کی بنا پر اور یہ ایک روایت بھی آئی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے جیسا کہ زاہدی نے مجتبیٰ میں نقل کی ہے اس کو ابو العنصر کبیر نے اور شیخ التسلیم نظام الدین ہروی نے بھی اختیار کیا ہے بلکہ ایک حنفیہ اور صوفیہ کی جماعت نے بھی اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ ملا جمیون صاحب نور الانوار نے تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ صوفیہ کرام اور مشائخ حنفیہ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا مستحسن سمجھتے تھے۔ جیسا کہ امام محمد مستحسن اس کو سمجھتے تھے۔ علامہ عینی نے بھی یہی بخاری کی شرح میں سورہ فاتحہ کو صوفیہ کرام سے مستحسن بیان کیا ہے حضرت نظام الدین اولیا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے دیکھو نزہت الخواطر ص ۱۲۶ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے دیکھو نزہت الخواطر مطبوعہ جیرا باد ص ۲۹۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ دیکھو الفاس العارفین مولفہ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کتاب میں فرماتے ہیں جو لوگ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر آیت واذا قرأ القرآن کو استدلال میں پیش کرتے ہیں یہ ان کا استدلال ضعیف و بودا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ آیت جہری نماز پر دلالت کر سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب اپنی حجت اللہ بالحق میں فرماتے ہیں ”اگر امام زور سے

پڑھتا ہو تو صرف اس کے سکتوں ہی میں پڑھے اور اگر امام آہستہ پڑھتا
 ہو تو مقتدی کو اختیار ہے۔ مگر مقتدی کو چاہئے کہ اس طرح پڑھے کہ امام کو
 تشویش میں نہ ڈال دے۔ میں نے ان کی عبارتیں طول کی وجہ سے نہیں
 تحریر کیں اگر دیکھتے ہی کا شوق ہو تو حوالہ جات مع صفحہ دریافت کرنے کی
 قدرے زحمت گوارہ فرمائیں۔ مولف بچائی نے اولاً اپنے زعم و خیال سے
 نمبر وار، سات حدیثیں اہل حدیث کی نیابت کرتے ہوئے بغرض اعتراض
 پیش کیں ماعبادہ بن صامتؓ کی حدیث زہری کے طریق سے مسلم کی فصاعدا اور
 مسعود بن شعیب کی تَقْوَىٰ خَلْفِي قَالُوا نَعْمَ مَعَهُ ابُو هُرَيْرَةَ سے فاتحہ
 الکتاب وما زادہ ابو ہریرہ کی خداج والی ملامت بخاری کا قول امام کے
 سکتے ہیں مگر علیؓ کی ظہر عصر کی پہلی میں فاتحہ اور سورت اور اخیر والی
 میں صرف فاتحہ۔ آپ ان کے ذکر سے پہلے بڑے زور و لہجہ میں لکھتے ہیں
 ”صفہ ۱ حضرات اہل حدیث خلف الامام فاتحہ کی دلیل صحیح بخاری سے
 پیش کرتے اور میں بھی جزء القرات فاتحہ بخاری سے روایات درج کرتا
 ہوں۔ مولانا کی لیاقت کا پہلے اندازہ اور جائزہ لے لیں۔ انھیں کتاب
 کا نام بھی تو صحیح لینا نہیں آتا خیر سم ان سے بھی صحت کرنا پسند کرتے ہیں
 انھیں خود مٹرانا چاہئے۔ اب ان ساتوں کو لکھنے کے بعد بڑے ہی طعناق
 سے لکھتے ہیں صفہ ۱ ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں ”مذکورہ بالا ساتوں روایات
 کو یہ نظر غور دیکھا جائے تو وہ تمام متضاد ہیں۔۔۔۔۔ بلکہ سب ایک دوسرے
 سے اختلاف کرتی ہیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں حضرات اہل حدیث جو دعویٰ کرتے

ہیں کہ ہم عامل یا الحدیث ہیں: میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ ان سات روایات میں سے کس پر عمل کرتے ہیں پھر آپ فرماتے ہیں صلوٰۃ میں ان ساتوں متضاد روایتوں پر یہ دشمنی والا ہوں۔ پھر آپ نے دشمنی والا شروع کیا۔ حضرات غور سے سنئے جاویں! میں آپ سے حضرت عبادہ کی روایت (اصلاح میں) بقاء تکلیف کے رد و روشنی ڈالی، ان عبادہ کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں (اس روایت میں راوی عمر بن اسحق جو کہ مرسل ہیں اور مرسل کی روایت مقبول نہیں ہوتی)..... چونکہ حدیث ہذا میں ابن اسحق نے اپنے استاد بخول سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ آپ نے ابتداء میں لکھا تھا کہ اہل حدیث بخاری سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ میں جزء القراءۃ بخاری سے روایات درج کرتا ہوں اور پھر آپ نے الاصلۃ بخاری ہی کی حدیث دلیل میں پیش کی ہے سچ ہے ع دروغ گوارا حافظہ نباشد! اور پھر یہ کہ جس میں محمد بن اسحق کا نام و نشان نہیں۔ آپ اس کے راویوں میں عمر بن اسحق کی بجائے محمد بن اسحق لکھ رہے ہیں اور کلام محمد بن اسحق پر اور بخول ان کے استاد پر ہوتا ہے۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ایھا الساقی ادرکاسا واولھا ماروں گھنٹہ پھوٹے آنکھ۔ عمر بن اسحق کوئی راوی نہیں اور لاصلوٰۃ میں محمد بن اسحق کا وجود نہیں۔ اگر ہے تو وہ حدیث ہی اور ہے جس میں صحیح کی نماز کا ذکر ہے جس میں صاف وارد ہے انی اراکھ تقرؤن خلفاھا مکلف بعد سلام حضور نے فرمایا ہیں نے تم کو اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہوئے

دیکھا ہے۔ سب نے یک زبان کہا ہاں اے خدا کے رسول۔ آپ نے
 فرمایا کچھ مت پڑھا کرو سورہ فاتحہ پڑھا کرو کہ اس کے بغیر نماز نہیں
 ہوتی۔ اس میں مقتدیوں کا بھی ذکر ہے اور محمد بن اسحق بھی ہے یسن کی
 روایت بھی ہے اور محمد بن اسحاق کا عن سے روایت کرنا بھی ہے مگر مولانا کریم
 اور لیم چڑھا۔ لا علمی اور تصنیف اور حمیت مذہبی کا شوق۔ آپ کو اور
 کتابوں سے کیا واسطہ آپ تو وہی دکان داری کیا کیجئے یسن دارقطنی
 کے صفحہ ۱۴۱ اور مستدرجہ صفحہ ۳۲۲، ورنہ ذیلی کے نصب الریہ صفحہ ۲۳۱
 ملاحظہ کریں گراہیں محمد بن اسحق کا کتبوں سے سماع صریح موجود ہے۔ ذیلی
 میں سے فصار الحدیث موصولاً صحیحاً ابن اسحق کی حدیث موصولاً
 صحیحاً بھی ہو گئی۔ مولانا اب فرمائیے اب تو کوئی عیب نہیں رہا۔ اور لیجئے
 مولانا عبدالحی لکھنوی سعایہ شریح الشرح وقایہ صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں
 وقد ثبت بحديث عبادة بن جوشبہ عن النبي صلى الله عليه وسلم بقوله
 الفاتحة لله مقدمات عبادة کی حدیث صحیح ہے اور سند کی رو سے بھی
 قوی ہے۔ اس سے حضور کا حکم کرنا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ثابت
 ہو گیا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری نے امام بیہقی سے اس حدیث
 عبادہ کا صحیح ہونا بیان کیا ہے اسناد حسن رجالاً ثقاً امام بیہقی کی کتاب
 المقرات کے صفحہ ۴۴ میں بخاری والی عبادہ کی حدیث میں یہ فاتحہ الکتاب
 کے بعد لفظ خلف للامام وارد ہے اور اس کو عیج بھی ثابت کیا ہے
 اب آپ کا یہ کہنا کہ عبادہ کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں۔ ابشن

لیں اور یاد رکھیں کہ یہ بھی ہے اور وہ بھی صحیح۔ اب تو صحیح اور حسن اور
جید الاناد بھی اور یہ ثبوت کو پہنچ گیا اور مقتدی کا بھی ذکر آگیا۔ آپ
کا خیال خام ہی رہا۔ کسی نے بالکل صحیح کہا ہے۔ عہم الٹے بات لٹی
یار الٹا واسدالموافق۔ ۲ پر آپ کی روشنی۔ آپ فرماتے ہیں کہ فاتحہ
پڑھنے کے ساتھ فصاعدا فرمایا ہے۔ یہ روایت اہل حدیثوں کے خلاف
ہے کس پر عمل کرے۔ پھر آپ فصاعدا کی تشریح یا معنی اس طرح کرتے ہیں
یعنی فاتحہ اس کے علاوہ بھی پڑھا جاوے۔ اب غور سے سنئے لفظ فصاعدا
میں علمائے محدثین نے جو کچھ کلام کیا ہے وہ تو سب پر عیاں ہے مگر آپ
نے امام بخاری کی جز القرات سے دلیل لکھنے کو لکھا تھا۔ امام بخاریؒ نے
تو جز القرات کے پہلے صفحہ میں حدیث کی اصلاح کی تھی آپ نے مسلم
سے حدیث کیوں لکھی۔ امام بخاری تو فرماتے ہیں تمام ثقہ نے اس لفظ
کے بیان کرنے میں معمر کی موافقت نہیں کی ہے ہم ان باتوں میں پڑنا
نہیں چاہتے۔ صحیح مسلم میں ہے چلئے ہمیں قبول ہے مگر اس کے معنی بھی
تو وہی آپ کو لینا چاہئے جو محدثین ہی بیان فرمائیں۔ سنئے امام ابو داؤد
مشہور امام ہیں جن کی کتاب سنن ابو داؤد ہر جگہ دستیاب ہوتی ہے
انھوں نے حضرت عبادہ والی دونوں روایتیں یعنی بے ذکر لفظ فصاعدا
اور بالذکر لفظ فصاعدا بیان کی ہے۔ پہلی میں کوئی بات نہیں ذکر فرمائی
البتہ فصاعدا والی حدیث بیان کر کے راوی حدیث حضرت سفیان سے
اس کا مطلب یوں بیان کیا کہ فصاعدا اکیبہ کے لئے ہے اور بلا ذکر

فصاعد عام ہے سب کو شامل تھا اگر فصاعد کے ساتھ ہے تو اکیلے کے لئے ہے تکی کے لئے آپ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی فارسی شرح مشکوٰۃ مسمیٰ اشعاع اللہ علیہ کو غور سے پڑھیں وہ اس حدیث کا ترجمہ و خلاصہ اس طرح بیان فرماتے ہیں "پس بخواند فاتحہ مزیدہ براں یعنی فاتحہ البتہ می بایا خواند و مقتعد بر فاتحہ ہم نیست و اگر چیزے زیادہ کند نیز درست است یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ اور اس پر زیادہ یعنی فاتحہ تو البتہ پڑھنا ہی چاہئے اور پھر اس پر بھی اکتفا نہیں ہے کہ اور چیز کا اس پر زیادہ کرنا درست نہ ہو۔ نہیں بلکہ اگر کچھ اس پر زیادہ بھی کرے تو درست ہے۔ یہ ہے فصاعد کا خلاصہ۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اپنے مانے ہوئے عالم حقیقی کا ترجمہ اس حدیث کا لکھتے مگر اپنے یہاں کب نظر آئے لگا۔ آپ کی توجہ ان اس وقت تالو پر لگی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایمان داری اور انصاف سے فرمائیے اب عمل کرنے میں کون سی چیز حائل ہو سکتی ہے۔ مولانا یہ حدیث اہل حدیث اور کے خلاف نہیں یہ تو سب کے ہی موافق ہے۔ آپ نے لفظ فصاعد کو فقط دیکھ لیا اس کے اصل معنی پر نظر نہیں ڈالی علامہ زبیدی حنفی جس نے الجواہر الملیفیۃ اولۃ مذہب الامام الجاحظ لکھی ہے وہ قاموس کی شرح تاج العروس میں لکھتے ہیں رقی الحدیث لا صنوۃ لمن لم یقر بافتحة الكتاب فصاعداً فیما زاد علیہا کقولہم اشتد بدھ و فصاعداً و اذا ورے کے ساتھ معاً عد یعنی استعمال کر سکتے اس لئے کہ یہ کلام کہ خراب کر دیتا ہے لانک لا ترید ان الدھر هو

مع ماعدا ثمن لبشی کقولک بد درهم و زیاده و لکنک اخیرت
بادنی الثمن فجعلته اولاً ثم حررت شیئاً فشیئاً لا ثمان شیئاً -

یعنی حاجت سورۃ فاتحہ میں لفظ فصاعداً آیا ہے یہ اسی طرح سے سمجھو جس طرح لوگ
کہتے ہیں میں نے ایک درہم پس زیادہ سے بھی خریدا تمہاری یہ عرض نہیں ہو کر تی ہے
ایک درہم زیادہ مل کر اس چیز کی قیمت ہوئی بلکہ یہاں تو ہم ادنی قیمت کی اولاً خبر دے
رہے ہو اور پھر اس قیمتوں کا اضافہ بیان کرتے ہو یہ بولنا آپ نے ہدایتہ تو ضرور دیکھی ہو گی
قربانی کا بیان ملاحظہ ہو اس میں ہے بجزئی من ذلک کلہ الثمن فصاعداً یعنی تمام
اقسام کے جانوروں میں سے شنی پس شنی سے اوپر کا کام آتا ہے فرمائیے کہ شنی کے ساتھ فصاعداً
ہونا بھی ضرور ہے؟ عمل کس پر ہو موطا امام محمد کے باب زکوۃ المال میں دیکھیں نصاب کے
معلق ہر نرم ہے و ذلک ما نئاد درہم او عشر من شقالاً فصاعداً یہ نصاب
دوسرے درہم یا بیس شقال پس زیادہ فرمائے دوسرے درہم اور شقال پر زکوۃ ہے یا ان پر
زیادہ کی بھی ضرور شرط ہے کس پر عمل ہو۔ باب ما یکرہ من الصحایا کہولیں اس میں
پرٹھئے وان ذهب النصف فصاعداً یعنی جانور کا نصف عضل پس زیادہ
مفقود ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اب یہ فرمائیے کہ آدھا کان آدھی آنکھ آدھا
سنگ وغیرہ ٹوٹ جلتے یا پھوٹ جادے تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں زیادہ
لڑکا بھی ضروری ہے؟ چور کی سزائیں دیکھیں۔ انقطع فی ربح دینار فصاعداً
یعنی ربح دینار پر پس زیادہ میں چور کے ہاتھ کاٹے جاویں۔ فرمائیے
ربح پر زیادہ ہاتھ کاٹنے کے لئے کیا واقعی شرط ہے۔ ہ
اسی قسم کی عبارتیں آپ کو بے شمار مقامات میں ملیں گی۔ یہ تو نمونہ

از مشق خوار سے آپ کی تسلی کی غرض سے پیش خدمت ہے۔ اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے
 اور آئندہ تعارض کا نام نہ لیں گے نہ ادنا آپ کو ابھی سمجھ عنایت فرمائے۔
 ۱۲ میں آپ فرماتے ہیں اس حدیث میں فاتحہ کے بعد لا تعجلوا فرمایا ہے انداد پر کی حدیث
 ۱۳ میں فاتحہ کے علاوہ یہی پڑھو اور ۱۴ میں حکم ہے فاتحہ کے بعد کچھ نہ پڑھو۔ اب اس
 میں تعارض سمجھ پڑے ہیں مولانا ہم نمبر ۲ میں واضح کر چکے ہیں جس سے آپ سمجھ گئے
 ہوں گے کہ ان میں تعارض نہیں نمبر ۲ کی حدیث میں صریح مقتدیوں کا ذکر ہے نمبر ۲
 میں تو مقتدیوں کا نام ہی نہیں عام اور خاص میں حنفیہ کے اصول کے لحاظ سے بھی تو تعارض
 نہیں ہوا کرتے۔ آپ تو یا سائر الذاہی بات سے بھی کورے نظر آئے نمبر ۲ مقتدیوں کے لئے
 اور نمبر ۲۔ امام اور منفرد کے لئے بلکہ حسب توضیح مولانا عبدالحق دائرہ لغت وہ بھی سب
 کے لئے مگر اسی معنی سے کہ جسے بیان کیا ہے بخاری شریف اور اسی جزرہ القرات میں یہ بھی
 ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے وان لم تزد علیہ الا القلوات اجزأت وان ذدت
 فھو خیس بنی اگر سورہ فاتحہ پر تم زیادہ ذکر تو یہی کفایت کرے گا۔ اور اگر زیادہ کر دو
 وہ بھی بہتر ہے اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ سورتوں کا ملانا
 فرض واجب سنت ہاں پڑھ کر کیا؟ اس کے بعد جو کچھ کہنا ہو کہے گا کی حدیث ابو ہریرہؓ کی ہے
 اور یہ حدیث بخاری میں بھی ابو ہریرہؓ ہی کی ہے۔ کیا عمدہ تطبیق دیدی اور سمجھا دیا۔ حضرت
 ابو ہریرہؓ نے اسی حضور خدا زاد کا بھی وہی مطالب ہے جو نصائدا کا مطلب تھا کوئی
 تعارض ہی نہیں ان میں رہے میں آپ ابو ہریرہؓ کی حدیث، اقرا بھا فی نفسک یا
 فارسی پر تعارض کا دھبہ لگاتے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں "سائل کے جواب میں ابو ہریرہؓ
 فرماتے ہیں کہ دل میں پڑھو اے اہل حدیثوں زبان سے پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔ اب پھر اس

کی اور تو شیخ فرماتے ہیں۔ دل میں پڑھنے کا صاف و صریح مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں
 فاتحہ کی آیت اور اس کے معنی پر غور کرے، مولانا اگر آپ اپنے مذہب کی کتابوں کو بھی زیرِ
 مطالعہ رکھتے تو اس قدر واضح ٹھوکر پڑے کھاتے لیجئے مولانا اب اپنے مذہب کی مستند کتاب
 ہدایہ کتاب الجملہ کھول لیجئے آپ کو اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ملیگا اَلَا اِنَّ يٰقُرْ اَيْب
 قَوْلَهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْهِ وَسَلَامٌ لِّسَلِيْمًا فِصْلِي السَّامِعِ
 نِيْ نَفْسُهُ يٰنِيْ اِمَامُ خَطِيْبٍ صَاحِبِ خُطْبَةٍ يٰ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَلَامٌ (یہ آیت)
 پڑھیں تو سامع کو چاہئے کہ اپنے جی میں درود بھیجے وہی فی نفسہ یہاں بھی ہے فرماتے کس
 طرح جی میں پڑھے اور درود کے حرفوں پر غور کرے یا کچھ اور۔ لیجئے ہدایہ کی تشریح کفایہ
 کے صفحہ ۶۴ جلد اول میں اس کی تشریح بایں الفاظ کی ہے اِی یصلی بلسانہ
 خفییًا یعنی اپنی زبان سے چپکے چپکے درود شریف پڑھے۔ اور فتح القدیر۔
 شرح ہدایہ کے صفحہ ۲۶۵ جلد اول میں ہے وَعَنْ ابْنِ یُوْسُفَ یَنْبَغِيْ اَنْ یَّصْلٰ
 فِیْ نَفْسِهِ لَا اَنْ ذَا لَتْ سَا لَا یَشْغَلُهُ عَنْ سَمَاعِیْ الخُطْبَةِ فَكَانَ اِحْرَازًا لِلتَّحْفَلِیْنِ
 وَهَوَالِهِ مَوَابٍ لِّیْنِیْ اِمَامُ ابْنِ یُوْسُفَ سے وارد ہے کہ اپنے جی میں درود شریف پڑھے
 اس لئے کہ جی میں پڑھنا خطبہ کے سننے میں مغل نہیں واقع ہوتا اس صورت میں خطبہ
 کے سننے اور درود شریف پڑھنے کی دونوں ہی کی فضیلت جمع ہوتی ہیں۔ اور
 یہی بات صحیح ہے۔ یہ تو آپ کے مذہبی کتابوں کا ذکر تھا۔ اب امام سمیع کی کتاب
 القراءۃ کے صفحہ ۸۱ کے ملاحظہ کریں یہ فرماتے ہیں الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ اِقْوَامُ اَيُّهَا فِیْ نَفْسِهِ
 اَنْ یَّسَلِّطَ لَهَا سِرَادًا اَجْمَرَ اَوْ لَا یَجُوزُ حَمْلُهُ عَلٰی ذٰلِكَ هُوَ اَبَدَلُهُ دُونَ
 اَنْ یَّسَلِّطَ لَهَا اَجْمَرَ اَهْلُ اللِّسَانِ عَلٰی اَنْ ذٰلِكَ لَا یَسْبَغُ فَرَادَ لَیْنِیْ اَمَامُ

کی حدیث میں ہے کہ اپنے جی میں پڑھا اس سے مراد آہستہ پڑھنا ہے زور سے نہیں اس لئے
 کہ دل میں ذکر کو بلا حروف ادائے تمام عربوں کے اجماع کے خلاف ہے عربوں کا
 اجماع ہے کہ اس کو قراءۃ نہیں کہتے ایسا واذکر کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے
 ہیں قال ابن عباس یعنی بالذکر القراءۃ فی الصلوۃ یرید یقرأ اسروانی نفسہ
 یعنی ابن عباس فرماتے ہیں کہ جی میں یاد کرنا نماز میں پڑھنا ہے یعنی اپنے دل میں آہستہ
 پڑھے دیکھتے تفسیر خازن اور معالم التنزیل اور تفسیر مظہری اخیر سورہ اعراف ملا جید
 اپنی تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۴۷ میں اور تفسیر مدارک میں علامہ نسفی حنفی لکھتے ہیں
 واذکر ربک عامر فی الذاکر من قراءۃ القرآن والدعاء والتسبیح والتحلیل وغیرہ
 ذالک ای واذکر ربک ای ذکر کاں تصور یا الہم اپنے رب کو یاد کرنا جی میں یہ عام
 ہے تمامی اذکاروں میں خواہ وہ تلاوت قرآن ہو یا دعا ہو یا تسبیح و تحلیل وغیرہ ہو
 جید جی ذکر یہ تفسیر حلالین میں فی نفس کی تفسیر یہ اسے کی جمل میں ای اسمع
 نفس لکھا ہے مولانا گربان میں منہ ڈال کر ٹنڈے دل سے دیکھتے ہوئے ایما نداری
 سے فرمایا کہ اہل حدیث دھوکہ و فریب میں مبتلا ہیں یا آپ خود ناہمی کی وجہ سے
 اس میں علما حنفیہ کا بھی میرے علم میں کوئی تصور نہیں سمجھتے تو یہ ثمرہ محض آپ کی
 نادر تفسیر ہی کا ثمر آتا ہے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ تمام مفسرین نفسی کے معنی دل کے کرتے
 ہیں اور بجائے دل کے زبان سے پڑھتے ہیں پھر آپ یوں فرماتے ہیں صفحہ ۱۹ یہ ابھی
 قصہ ہے اور انہیں مخالفت کرنی ہے یہ کس قدر سنینہ زوری کی باتیں ہیں کیا اچھا
 حال اور ست و زوے کہ بکھت چراغ دارد مثل ہے الٹا چور
 تو ہیں صفحہ ۱۹ ان کو اپنی بیجا ضد سے باز آنا چاہئے

مولانا سرچے آخر ایک وقت آپ کو بھی خداوند کریم کی حضور میں جواب دہی کرنی ہے
 ایمان سے کئے ہٹ دھری اب کس کی رہی اب آپ اپنی ضد اور ہٹ کو چھوڑیں گے
 یا کیا اب انکو لیجئے آپ اس نمبر میں امام بخاری پر غلط الزام لگاتے ہیں۔ امام بخاری
 کا یہ فرمان ہی نہیں۔ یہ ابو جعفر پڑنے کی خواہی نہیں بے محابا گفتگو اچھی نہیں امام
 بخاری کا تو فرمانا ان کے خود کا اس طرح ہے دیکھو صفحہ ۱۵ جزو القرات امام بخاری ۷
 آیت واذا قرى القرآن سے استدلال کرنے والوں کی تردید فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
 آیت کی بنا پر اگر کوئی امام زور سے نہ پڑھتا ہو اس کے پیچھے پڑھے یا کیا الہیہ کہ نہیں
 تو اس کا دعویٰ ہی غلط ہوا۔ اس لئے کہ اللہ میاں تو سننے اور خاموش رہنے دونوں
 کا ارشاد فرماتے ہیں سننا تو زور سے پڑھے اور میں ہوتا ہے۔ ہم اس آیت پر عمل
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقر بخاف الا امام عند السکات یعنی پڑھے امام
 کے سکوت میں امام مدوح نے لفظ سکات جمع کا صیغہ فرمایا تثنیہ نہیں فرمایا
 مولانا عبدالحی لکھنوی امام الکلام صفحہ ۱۷۱ میں فرماتے ہیں اقول لا شک فی
 ثبوت سکات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التکبیر وبعد القراءۃ
 وبعد الفاتحہ وقرأتہ الادعیۃ والاذکاری وبقسمہا وھذہ من
 السنن القدیمۃ المتی قل من یعمل بھا یعنی میں کہتا ہوں اس میں تو شک نہیں
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی سکات ثابت ہیں۔ بتکبیر تحریمہ کے بعد قرات کے
 بعد سورہ فاتحہ کے بعد یہ پرائی سنت تھی مگر اس پر بہت کم عمل کرنے والے ہیں۔
 صفحہ ۱۷۱ میں امام ابن عبدالمبرک کی کتاب استند کار سے نقل فرماتے ہیں۔
 ماوی سمعہ والوہریریہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان تلہ سکات

حضرت سرور ائمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی گئی روایت
 کہے ہیں مولانا عبدالحی لکھنوی نے صفحہ ۳۱ میں امام بخاری کی جزر القرائۃ سے ابوہریرہؓ
 اور محمد بن عمر سے نقل کیا ہے قَالَ اِنَّ الْاِمَامَ سَكَنَ دَاخِلَةَ الْمَدِيْنَةِ فَقَرَأَ فِيهَا
 اِمَامَ كَيْ دُرُسْتُمْ هِيَ قَمَانِيْنَ قَرَأَتْ كُوْنِيْمَتِ سَجُوْدَ نِيْرُ مَرْدُوْدَ بِنِ دَمِيْرَ نَقْلُ كِيَا
 كِيَا بِنِي اَحْرَادَا سَكَنَ الْاِمَامَ دَا سَكَنُوا اَخَا جَهْرًا فَانْدَكَ اَصْلُوْدَةُ لَمِنَا
 لَمْ يَقْرَأْ اَبْقَا تَحْمُ الْكُتَابُ اَنْ مِيْرَ سَيَا اِمَامَ حِيْبُ سَكَنَ كَرَمَ اِسْ دَقْتُ يَرْجُو اِكْرَامَ
 اِدْرَجِبُ دِهْ زُوْرَ سَيَا پَرَحْنَا مَوْجَا مَوْشُ رَا كَرُ دَا سَلَا كِيَا بِنِي سُوْرُوْ فَا تَحْمُ كِيَا نَا زِيْ
 مِيْرَ قِيَا حَضْرَتُ مَوْلَانَا شَا هُوْلِي اَلْمَدِيْنَةِ مِيْرَ حِيْمَةُ اَلْمَدِيْنَةِ اَبْلَغُهُ مِيْنُ فَرَمَاتِيْ مِيْنُ -

خات جھڑا امام لم يقرأ الا عند الاسكانه وان سحفت قلته الخبره
 یعنی اگر امام زور سے پڑھتا ہو تو اس کے سکتہ کرنے میں پڑھتے اور اگر آہستہ پڑھتا
 ہو تو آہستہ اختیار ہے جس وقت چاہے پڑھتے۔ مولانا یحییٰ صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں
 جبکہ وہ قراءۃ خلف الامام فاتحہ پڑھنے پر قادر نہیں یا تو وہ حضرت امام بخاریؒ
 کی مخالفت کرتے ہوئے بغیر سکتوں کے فاتحہ پڑھے ورنہ اپنی نماز کو غارت کرے
 نماز کو غارت کیوں کرے۔ حضرت کھل جو بالی مشہور ہیں ان سے امام ابو داؤد نے
 بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں خات لم یسکت اقول ہا قبلہ ومعہ وبعدہ لا
 تتم کھا علی حال یعنی اگر امام سکتہ نہ کرے تو امام سے پہلے یا ساتھ ساتھ یا بعد میں
 ہر ممکن پڑھ لے کسی حال میں سورہ فاتحہ نہ چھوڑے امام اعظم کے اوستاذ جن کی
 تعریف میں خود امام صاحب رطب اللسان ہیں میں نے ان سے بہتر کسی کو نہیں
 پایا وہ فرماتے ہیں اذا كان جھڑا امام یحجھ فلیبادر بقراءۃ ام لقراءۃ اور

یقراً بعد ما یسکت یعنی امام دست پڑھ رہا ہو تو اس سے پہلے پڑھ لے یا جب سکتہ کرے اس وقت پڑھ لے دیکھو قطعاً کی تحریر ہدایہ - اب آپ کی سنئے۔

بہر جلی صفحہ ۳۷۴ خطہ ہون اور کت الامام والا امام یحجر بالقرآنۃ قبل فبعضہم یا فی بالثناء عند سکنات الامام یعنی امام کو جہری نماز میں اگر ملے والیکو امام کے سکتوں میں نما کی بعض فقہانوں نے اجازت دی ہے لاندہ اسکندہ الاتیان بالسنۃ مع مقتضی مراعاة الامر سنت بھی حاصل ہو جو دوسے کی اور

فاستعملوا فی الفتوا پر بھی عمل ہو جاوے گا۔ سن لیا صاحب اب آپ کی روٹی کی روشنی کہ حال سنئے آپ حضرت علیؓ کو ظہر وعصر کی پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری کو تہی سورت اپنے پچھلیوں صرف فاتحہ کا ان کا پڑھنا لکھا کہ اہل حدیثوں پر برس لہے ہیں یہ روایت اپنے بخوالہ جرم۲۱ الفراء بیان کی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے حضرت علیؓ کی پوری بات کیوں نہیں لکھی محض سئلے کہ اس میں آپ کی روشنی سمجھ جاتی تھی حضرت علیؓ کی روایت صفحہ ۸ میں ہے پوری روایت اس طرح ہے۔ دیکھو طحاری صفحہ

۱۲۳ جلد اول میں صرف ترجمہ ہی لکھ دیتا ہوں البورایف کہتے ہیں حضرت علیؓ حکم فرماتے ہیں اور خود بھی دوست رکھتے تھے کہ امام کے پیچھے ظہر وعصر دو پہلیوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری ایک ایک سورت پڑھے اور آخر کی دو میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے سن لیا اصل روایت یہ ہے اور آپ کی دیانت و ایمان داری یہ ہے۔ آپ کا یہ فرمانا یہاں بھی عقل چران ہے صحابی کا لہجہ ہر کے فعل کے خلاف تمہارا فعل ہے اور دعویٰ اہل حدیث ہے کیا معاذ اللہ! صاحب رسول کا فعل اللہ کے رسول کے خلاف تھا یا تمام اللہ رسول کے خلاف فعل کرتے ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ آپ نے۔

کس حالت میں لکھا تھا آیا نیند کے نشہ میں یا کوئین و نشہ کی چیز کے استعمال کے بعد
 لکھا تھا۔ آپ کو تو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزام ہم کس کو دے رہے ہیں یہی مسی
 ہیں الما چور کتبہ ال کوڈنڈے حضرت علی امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم کر رہے ہیں ایمان
 سے کھٹے آپ امام کے پیچھے پڑھنے کو مان گئے اور نہ پڑھنے کے مذہب سے توبہ کر لی التام آپ
 سے اس کہنے میں حق بجانب ہیں کہ عقل حیران ہے کہ صحابی کا لہجہ ہر کے فعل کے خلاف
 تمہارا فعل ہے اور پھر دعویٰ حقیقت کا کیا معاذ اللہ اصحاب رسول کا فعل اللہ کے رسول
 کے فعل کے خلاف تھا تم اللہ اور رسول کے خلاف فعل کرتے ہو خدا را اپنے دل میں انصاف
 سے غور کرو اور خانہ ساز اجہاد کے لئے غلطی کا ارتکاب نہ کرو۔ مولانا آپ ہی کا سر
 اور آپ ہی کا... بکیوں صاحب بات ٹھیک ہے۔ اس اندھی تقلید سے توبہ کرو کہ
 جس کی مسیحی جس کے نشہ میں سیدھا اور التاگ نظر نہیں آتا حضرت علی اکرم اللہ
 وجہہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم نافذ فرمائیں اور آپ اس کا انکار کریں علیکم
 بسنتی کو بھی بھول گئے آپ اہل حدیث مسنون کی بگلیسی کو کیوں روتے ہیں اہل بیت
 کو امام کے ساتھ ساتھ رکوع سجدے میں جانے کا حکم کس حدیث میں آپ نے دیکھا
 ہے۔ پہلے وہ بیان کرتے رہے سنلو فان الامام یمرکم قبلکم و یسجد قبلکم
 امام تم سے پہلے رکوع کرنا ہے اور سجدہ کرتا ہے اسی قدر تمہیں امام سے بجز یہ کام
 کرنا چاہئے فتلت بثلث امام کا آگے جانا آگے سر نہٹانا اور تمہارا اس کے بعد
 عمل کرنا یہ اس کا بدل ہو جاوے گا۔ اگر امام رکوع میں چلا گیا ہے تو مقتدی صاحب
 اپنا کام کر کے پھر رکوع میں جاوے مگر اتنی دیر امام کے بعد سر اٹھاوے عوض
 آجاوے گا۔ دیکھو صحاح ستہ اور پھر زبان کھیلے اہل بیت مسنون کیس

کیوں ہونے لگا۔ حنفی ضرور سب سے پہلے اس کے یہاں کی بھی سن لیں ملاحظہ فرمائیں
 کبیری شرح منیہ صفحہ ۷۹۸۔ ۱۰۷۹۸ ادا لکھ الام فی رکوع الخ یعنی اگر امام کو رکوع
 میں پاوے برابر شمار کرے اگر کچھ حصہ امام کا رکوع سے ملنے کی توقع ہے تو کھڑے کھڑے ہی ثنا
 پڑھے پھر رکوع کرے اگر کچھ بھی حصہ کے ملنے کی توقع نہ ہو تو رکوع میں چلا جاوے میں پائت
 کرتا ہوں کہ کیا سورہ فاتحہ ثنا سے بھی گئی گزری اور پھر جس کے یہاں یہ ہو وہ بجا رہے
 اہل حدیثوں پر کیا اعتراض کریں گے۔ کبیری نے ایک روایت حضرت عمرؓ سے بیان کی ہے اس
 صفحہ میں وہ اس طرح ہے کہ جب تو امام کو رکوع میں پائے اور نوٹے اس کے سر اٹھائے
 پہلے رکوع میں داخل کی تیری وہ رکعت ہوگئی۔ اب تو آپ کی زبان بند ہی ہونی چاہئے
 اور انا اللہ کو بول ہی جا دیں گے۔ اگر کچھ مذہبی غیرت ہے تو در نہ خدا ہی حافظ مولانا
 یحییٰ صفحہ ۷۴ کی آیت اعراف واقری القرآن کے نزول وہ بارہ خطبہ جمعہ اہل حدیثوں
 کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں یہ بھی غلط ہے سنئے حنفی مذہب کی مستن یقینہ دار علامہ
 نسفی حنفی کی تحریر فرماتے ہیں وقیل فی استماع الخطبۃ وقیل فیہما وہو الاصح
 یعنی اس کے شان نزول میں دو باتیں ہیں ۱) مقتدیوں کے بارے میں (۲) خطبہ کے
 یہ سننے میں تیسرا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں ہی کے بارے میں اتنی ہی ہے اور یہی اصم ہے
 مولانا آپ کو اصل میں دعوہ کریں لکھا ہے کہ آپ نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ سورہ اعراف پوری
 ملی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے فتح الباری میں ابو جعفر نخاس سے ہے انہما مکیتہ الا
 الا یہ الاخیرۃ کہ سورہ اعراف ملی ہے مگر اس کی اخیر کی آیت ملی نہیں ہے اس وجہ سے
 محدث بن نصر مروزی نے ندی کہا ہے حضرت ابن عباس اور مجاہد وغیرہ بھی تو خطبہ
 کے بارے میں نزول کا فرماتے ہیں بقول آپ کے صحابہ رسول رسول اللہ کے خلاف بھی

کہہ سکے تہیں یہ آپ کے ملان جیوں نے بھی نصیرات احمدیہ کے غم و غم میں دیکھتے ہیں واپس
 اللہ فیہما جنیجلا صحت یہی ہے کہ یہ آیت دونوں میں نازل ہوئی ہے اور یہ بھی تو ہو سکتا
 ہے کہ یہ آیت لکھ میں بھی اور تری ہوا دوسوینہ میں بھی ایک آیت کا دوسرا مترنا لکھا کوئی
 برقیات یا ناظر ہے آپ غور الکبیر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے لفظ فرمایا
 تاکہ یہ سلسلہ حل ہو جائے اور آپ کا ترجمہ جو حسن بصری کی دوسری روایت بھی آپ
 لفظ فرمایا ۱۰۰ بنیادی شیعہ و کتاب الفرائد امام جمعی کے نسخہ ۱۷ میں ہے
 ان لفظوں سے آپ نے فرمایا ان الفاظ کے کتب خلف الامام جعفر اول محمد
 یعنی امام کے نیچے سورہ فاتحہ پڑھا امام چاہتے تھے سے پڑھا ہوا آہستہ یہاں دل
 میں پڑھنے کا تو نام بھی نہیں لیا تو دوسرے پڑھنے کا حکم تو کفری کہتے تھے معتزہ کو پڑھنے
 کا یا بر حکم دیتے ہیں اور پھر قرأت کے ساتھ اس روایت میں فی نفسہ کا لفظ ہے
 اور قرآنہ بہ حرکت زبان تو آپ کے یہاں بھی غیر ممکن ہے جس کی تشریح کر کے ہیں یہ ہیں
 آپ کی روشنی اور دفع دلیلیں ہاں یہ تو فرمائیے کہ آپ نے یہ جو صفحہ ۲۳ میں لکھی ہے
 ہرگز نہیں بلکہ سنیں عمل کریں اسلام کے نیچے خاموش رہیں وراثت فاتحہ نہ کریں تاکہ
 رحمت کے مستحق بنیں یہ بتائیے کہ جن بزرگوں نے حقیقی اور اہل حدیث افرادوں نے بلکہ
 یہ بھی حضرت اللہ حسن بصری اور دیگر مہتممین عظام جنہوں نے سورہ فاتحہ کا حکم دیا ہے
 خصوصاً حضرت عمرؓ جیسا کہ طحاوی وغیرہ میں ہے ہر روز نماز میں تو کیا یہ لوگ قابل رحمت
 و محققین ہیں یا مردمان ایمان داری سے تھرا لگتی کہیں باب ہم آپ کی ان واضح روشنی
 سے تو الحمد للہ فرصت پا چکے ہیں مثلاً آپ کی تمام روشنیوں کا تو بخیر مزہ لے لیا ہے
 اور جس سے سکوت اختیار کیا ہو گا وہ محض بے سرو پا بیٹنے کی وجہ سے قابل التماس نہ تھیں

اسے یاد رکھئے اور آگے دیکھئے ۲۲ دلائل کا راز سنئے غبر فارغ ہو، میں آپسے امام احمد سے
 آیت و اخلاقی القرآن کے نماز میں نازل ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اہل تواس کی سند
 بیان تہیں کی تاہم ہم نے مانا کہ امام احمد نے اجماع بیان کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا دینی
 اجماع ہے بھی یا نہیں۔ حضرت ابن عباس اور عطاء مرور مجاہد اور سعید بن جبیر اس آیت
 کا نزول خطبہ میں فرماتے ہیں کھو امام الکلام کے صفحہ ۸۳ و ۸۴ و ۸۵۔ اور کتاب القرآن امام
 بیہقی اور ہم پہلے علامہ نسفی اور دلائل حیون سے لکھ چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں الاصح فیہما المعنی
 اصح بات یہ ہے کہ یہ آیت دونوں ہی امر ہیں، اتنی ہی ہے کیوں صاحب اجماع اسی کا نام ہے
 اور پھر جامع ترمذی کو اٹھا کر دیکھئے اس میں امام احمد کا خلف الامام فاتحہ کے اختیار
 کرنے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ امام احمد نے اجماع کے خلاف کیوں کیا اجماع
 کے خلاف کرنے والے کیا آپ کے یہاں کیا حکم ہے خدا لکھی کہتا امام احمد کے فعل سے تو صراحتہ
 افح ہو رہا ہے کہ اجماع گواہوں نے نقل کیا ہو مگر ان کے نزدیک اجماع صحیح ہی نہیں بلکہ
 اجماع کی صحیح قیلم کہتے تو اس اجماع کے خلاف ہرگز نہ کرتے انصاف سے کام لیں عصبیت
 مذہبی کو سینہ سے لگا لے دو اس کا کفار مکہ کے بائیں میں نازل ہونے کو آپ کے فخر الدین
 رازی نے کہا ہے اسے کہتے غبر فارغ اس میں عبد اللہ بن مغفل سے امام کی قرأت کے متعلق
 نزول کو ذکر سچوالہ بیہقی کیا ہے۔ اس حدیث کو علی العموم احناف بیان کیا کرتے ہیں مگر کسی
 نے بھی اس کی صحت کسی مستند امام سے بیان نہیں کی مگر سنئے یہ روایت صحیح ہی نہیں۔
 اس میں ایک راوی ہشام بن زیاد بن ابی یزید ابو المقدم مدنی ہے اور وہ متروک ہے
 امام ذہبی نے میزان میں لکھا ہے اس کو امام احمد وغیرہ نے ضعیف کہا۔ امام نسائی نے
 متروک کہا۔ ابن حبان نے کہا ثقات سے بنا دینی روایتیں روایت کرتا تھا۔ امام بیہقی

نے خود اس کی سند کے متعلق فیضاً فرمادیا ہے صفحہ ۷۲ میں لیس بالقوی قوی نہیں
 مگر یاہوں نے بات بنانے کی غرض سے چھپا دکھا اس سے اعلیٰ درجہ کی روایت حضرت
 عبداللہ بن مغفلؓ کی نیچے جسے امام بخاری نے اپنی جزء القرات کے صفحہ ۷۲ اور امام بیہقی
 نے کتاب القرات کے صفحہ ۶۹ میں روایت کیا ہے عمر بن مسعیم قال کان عبد اللہ
 ابن مغفل المزنی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا ان لقراً اُخلفت
 الامام فی الظہر والعصر فی المذکعتین الاولیین لفاتحۃ الکتاب وسودۃ و
 فی الآخریین لفاتحۃ الکتاب یعنی عمر بن مسعیم کہتے ہیں عبد اللہ بن مغفلؓ مزی صحابی
 رسولؐ ہیں تعلیم دیتے تھے کہ ہم امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی پہلی و درکت میں سورہ فاتحہ
 اور کوئی سورہ پڑھا کریں اور کھڑی و درکت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھا کریں بولانا
 ذرا خراگ لگتی۔ ایمان کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرماتے ان کا اپنی روایت کے خلاف کرنا
 خفیہ کے نزدیک کیا حکم و کتاب ہے۔ اصول میں دیکھ کر بتلائیں۔ نمبر (۳) میں آپ
 نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ نقل کی ہے۔ اولاً تو یہ روایت
 صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے جو روایت کرنا ہے وہ راوی مجہول ہے گناہ
 ہے اور پھر عن کے کلمہ سے روایت کرتا ہے اور آپ بذات خود صفحہ ۷۲ اس روایت مشکوک
 و دلس ہوئے پر اظہار غیظ و غضب فرما چکے ہیں۔ اگر آپ کو یاد ہو تو خیر نشے۔ حضرت
 ابن مسعودؓ سے امام بخاری کی جزء القرات کے صفحہ ۸ میں ہے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں
 سمعت ابن مسعودؓ یقر اذ خلف الامام یعنی میں نے ابن مسعودؓ کو امام کے پیچھے پڑھتے سنا
 اور طحاوی کے صفحہ ۱۲۳ جلد اول میں ہے۔ یہی ابوہریرہؓ اسدی صحابی فرماتے ہیں۔
 سمعت ابن مسعودؓ یقر اذ فی الظہر میں نے ابن مسعودؓ کو ظہر میں پڑھتے سنا ہے۔ یہ ہیں

آپ کے ابن مسعود صاحب - دیکھ لیا؟ اب گریبان میں منہ ڈال کر فرمائیے - اہل کے چلے۔
 نمبر ۱۸، میں آپ جابر کی روایت بیان کرتے ہیں "جابر نے کہا جو کوئی نماز میں سورہ فاتحہ نہ
 پڑھے اس نے نماز ہی نہیں پڑھی بلکہ امام کے پیچھے یعنی اگر مقتدی نماز میں سورہ فاتحہ نہ
 پڑھے تو اس کی نماز درست ہے۔ مولانا حضرت جابر کی روایت میں تو اولاً سیرۃ فاتحہ
 کو بالخصوص لازم قرار دیا۔ فرض کہئے یا واجب آپ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے۔ آپ کے
 یہاں سورہ فاتحہ کی خصوصیت نہیں۔ مطلقاً قرأت آپ کے ہاں ہے سب سے پہلے
 آپ حنفی مذہب سے علی گئی اختیار کیجئے ورنہ جابر کی بات کو قبول کیجئے۔ مولانا جس حدیث
 کو آپ نہ مانیں دوسروں کو منوانے کی فکر کریں؟ یہ تو عقلمندوں کی باتوں سے کوسوں
 دور ہے۔ پہلے آپ ان کی باتوں کو قبول کر لیں پھر دوسروں کو منوانے کی فکر کریں۔
 اب دوسرے جملہ کے متعلق بھی سنئے۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے تاہم
 اس حدیث کے ہوتے ہوئے اخلا احمد مع هذا القول خلف الامام
 وان لا يتروك دجل فاتحة الكتاب وان كان خلف الامام دیکھو جملہ
 ترمذی کے صفحہ ۲۴ اور خود حضرت جابر کی روایت ملاحظہ ہو ابن ماجہ کے صفحہ ۱۱۱ میں
 حضرت جابر سے کہ کنا نفراً فی الظہر والعصر خلف الامام یعنی ہم ظہر اور
 عصر میں امام کے پیچھے دو پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورتیں اور پچھلی
 دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ ہی پڑھتے تھے علامہ سندھی حنفی نے کہا ہذا اسناد صحیح
 رجالہ ثقات اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ راوی تمام ثقہ ہیں۔ امام بخاری کی جزائراً
 کے صفحہ ۱۱ میں حضرت جابر کے مولا فرماتے ہیں قال لی جابر بن عبد اللہ اقرأ
 فی الظہر والعصر خلف الامام یعنی مجھ سے جابر بن عبد اللہ نے کہا تم تو ظہر اور عصر

میں تمام کیے پیچھے پڑھا کر دینی باکھل چپ شلاہ مت ہونا فرمائیے مولانا سچی صاحب
 اب آپ کی کیا رائے ہے آپ جابر کی بالنتہی مانتے ہیں اور بھاگتے نظر آتے تھے۔
 صحابہ کرام حضور کے خلاف نہیں کہا کرتے تھے۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ کو مکر ملاحظہ فرمائیں
 اور پھر کہتے ہیں اب نہ کو لیجئے اس میں آپ نے حضرت ابن عمر کی روایت نقل کی ہے جو اس سے
 جزاء القراءۃ امام بخاری کے صفحہ ۷ میں ملاحظہ ہو مسئلہ ۱۱۱۱ عن عمر بن الخطاب قال خلف الشام
 فقال ما کاذا یروون باسان یقرءوا کتبا فی نفسہ بنی حضرت ابن
 عمر امام کے پیچھے قرأت سے پوچھے گئے جواب میں فرمایا صحابہ کرام جی میں سورۃ فاتحہ پڑھتے
 ہیں کوئی وہ نہیں سمجھتے تھے اس کتاب کے اسی صفحہ میں ہے۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں میں نے
 ابن عمر کو مکہ مکرمہ میں روایت کیا کہ کیا میں نماز میں قرأت کروں جواب دیا کہ میں تو اس
 گھر ٹالے سے شرماتا ہوں کہ کوئی بھی نماز بے پڑھے سورۃ فاتحہ پڑھے پڑھوں کہنہ الحال کے
 صفحہ ۹۲ جلد ۱ میں ابن عمر سے ہے ومن کان مع الامام خلیفہ اقبلہ واذا
 سکت جو نماز امام کے ہمراہ پڑھے اسے چاہئے کہ اس سے پہلے اور جس وقت سکھ کرے
 پڑھے یہ حدیث عبدالرزاق سے بیان کی اور کہا حسن یہ حدیث حسن بھی ہے۔ اسحاق
 کے والد خلیفہ ثانی عمر فاروق کی مینے وہ کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ طحاوی کے صفحہ ۱۲۶
 جلد اول جزاء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۷ یزید بن شریک ابوالبرہم تمیمی کہتے ہیں میں نے
 عمر بن خطابؓ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا مجھ سے
 اقرأ فقلت وان کنت خلعت فقال وان کنت خلعت قلت وان قرأت
 قال وان قرأت یعنی میں نے کہا کہ آپ کے پیچھے ہوں تب بھی جواب دیا اگرچہ میرے
 پیچھے بھی ہو پھر میں نے کہا اگرچہ آپ قرأت کر رہے ہوں تب بھی فرمایا اگرچہ میں پڑھوں

- باہوں تب بھی مشن دار قطن کے صفحہ ۱۲۰ میں اور سنن بیہقی اور کتاب القراءات
 امام بیہقی میں اتنا اور بھی ہے وان جہرت قال وان جہرت یعنی آپ تندرست
 نماز پڑھاتے ہوں تب بھی فرمایا تب بھی امام دارقطنی فرماتے ہیں ہذا استاد صحیح اس
 حدیث کی سند صحیح ہے آپ کے نمبر ۶۶ کا یہی جواب ہو گیا حضرت عمر فاروق کے سامنے
 ان کے صاحبزادے کی آپ ہی فرمائیے کیا حیثیت ہونی چاہیے۔ اب اپنے نمبر ۱۶۱ کا سن لیں
 جسے اپنے شرح معانی الآثار سے نقل کیا ہے طحاوی کی حدیث فلا تفعلیو تک ہی ہے یہ
 حدیث امام طحاوی نے مختصر روایت کی ہے پوری روایت نہیں بیان کی یا تو ان کو جن
 استادوں سے ملتی ہے ان کے پاس ہی اسی قدر تھی یہ حدیث اسی سند سے امام بخاری کی جز ۱
 القراءات کے صفحہ ۲۸۔ امام بیہقی نے کتاب القراءہ میں اور حاکم نے اسی سند سے پوری بیان
 کی ہے فلا تفعلیو کے بعد والیقرا احدکم بقاءۃ الکتاب فی نفسہ نہ کر کے بعد یہ بھی
 ہے کہ چاہئے کہ ایک تمہارا پڑھے سورہ فاتحہ آہستہ جی میں مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنی
 کتاب سحایہ شرح شرح وقایہ کے صفحہ ۳۰۳ جلد ۲ میں فرمایا فانہ رواہ ابن حبان
 فی صحیحہ وزاد فی اخرہ والیقرا احدکم بقاءۃ الکتاب فی نفسہ فاعلم ان رواۃ
 الطحاوی مختصرۃ والحدیث یحتمل بعضہ بعضا یعنی اس طحاوی کی حدیث کو ابن
 حبان نے بھی روایت کیا ہے اس میں فلا تفعلیو کے بعدھے والیقرا یعنی چاہئے کہ پڑھئے
 ایک تمہارا سورہ فاتحہ آہستہ جی میں اس سے معلوم ہو گیا کہ طحاوی کی حدیث مختصر ہے ایک
 حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے فریعی حنفی نے یہی نصب لیا یہ تفسیر ترجمہ احادیث
 ہدایہ میں اس بات کا اقرار کیا ہے امام بیہقی کتاب القراءات کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھتے ہیں۔
 قال لنا ابو عبد اللہ یعنی ہم سے ہمارے استاد ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ یوسف

بن علانی زہبی راوی طحاوی کا ہے اسی سے ان کے اساتذ نے یہ حدیث لی ہے اس
 حدیث کو مختصر کر دیا ہے ورنہ یہ حدیث کامل الکنز وری عبد اللہ بن جعفر رقی اور یحییٰ بن یوسف
 زری اور محمد بن حسین نے عبد اللہ بن عمر رقی سے روایت کیا ہے یہ روایتیں کتاب القرات
 امام بیہقی جزء القرات دارقطنی وغیرہ میں موجود ہیں اس حدیث سے استدلال کرنا ایسا ہے
 جیسے کوئی کہے نماز میں پڑھو قرآن میں ہے لا تقر بوالصلوة نماز کے نزدیک بھی مرت جاؤ
 مگر آگے کوئی نہیں دیکھتا کہ کیا ہے حضرت انسؓ خود امام کتبہ پڑھنے کا حکم فرماتے تھے
 دیکھو کتاب القرات امام بیہقی کے صفحہ ۶۸ ثابت کرتے ہیں کان یا من باب القرات خلف
 الامام ہم کو امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں ان کے پہلو میں کھڑا ہوتا تو آپ ہمیں
 اپنی قرات بھی کچھ سنانے آپ صفحہ ۶۷ میں ایک روایت اس طرح لکھتے ہیں ”روایت حضرت
 عبد اللہ بن العزیز امام کی قرات پر خاموش رہ سو حالہ جزء القرات بخاری عبد اللہ بن العزیز
 کون ہیں اور پھر عبارت امام کی قرات پر خاموش رہ کیا وصاحت ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان
 کی اپنی جہالت کی بنا پر شاید اپنی کلمی بات بھی سمجھ میں نہ آتی ہو خیر ہم اس سے بھی درگزر
 کرتے ہیں مگر انہیں تو شرم کے نقاب کو پھاڑنا نہیں چاہئے۔ آپ کی غرض اس تحریر سے حضرت
 عبد اللہ بن الزبیرؓ ہوئے۔ چلے آج اب بن لیس امام بخاری کی جزء القرات کے صفحہ ۶ میں ہے
 قال مجاهد اذا لم يقرأ اخلع الاصنام اعاد الصلاة وكذلك قال عبد الله
 ابن المنبہر یعنی مجاہد کہتے ہیں جب امام کے پیچھے قرات نہ کی گئی ہو تو نماز کو وستر دے اسی
 طرح عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا ہے صفحہ ۷ میں عبد اللہ بن الزبیرؓ کا ظہر
 عمر میں پڑھنے کا حکم بالتفريح موجود ہے۔ شیخ حبی یہ کوئی بٹن کی دوکانداری تو ہے انہیں کہ
 آپ دھوکہ دے سکیں۔ آپ نے جزء القرات کا حوالہ مع صفحہ کیوں نہیں دیا۔ آپ نے آبلہ فرمایا

سے کام لیا ہے۔ خدا ہی آپ کو سمجھے۔ خیر اب اپنے نمبر ۸۸ کی سنئے۔ آپ حضرات ابو بکرؓ کا دوڑ کر رکوع میں شامل ہونا لکھتے ہیں۔ شیخ جی یہ ابو بکرؓ ضایق نہیں ہیں ابو بکرؓ صحابی ہیں آپ اس کے اخیر میں صفحہ ۸۸ کو گویا ہوئے کہ جبکہ حکم فاتحہ کا عام تھا تو رکوع کی رکعت کو فاتحہ سے کیوں مستثنیٰ کیا گیا۔ شیخ جی آپ کے یہاں قیام فرض ہے مگر بالکل رکوع میں امام صاحب کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں شامل ہو گیا تو اس کی رکعت بے کھٹکے ہو گئی اب آپ یہ فرمائیے کہ قیام فرض رہا یا اس کی فرضیت جاتی رہی اور کیا فرض کے ترک سے نماز ہو گئی یا ہو جاتی ہے۔ سو بیکر جواب میں قیام فرض کیوں ترک آپ کے امام کرتے ہیں اہل حدیث تو حضورؐ کے فرمان کو تسلیم کرنے والی جماعت ہے حضورؐ نے فرمایا میں احد رکعت و کعبۃ فقد ادرکت الصلاۃ ترجمہ اس کا حسب ارشاد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دیکھو حجۃ اللہ اور مصطفیٰ یعنی جسے رکوع پایا اس نے رکعت پالی اور یہی حنی آپ کے یہاں بھی لئے جاتے ہیں مجمع البحار دیکھیں تاہم یہ مسئلہ تمام اہل حدیث کے یہاں تو نہیں ہے جو مانتے ہیں۔ مانتے ہیں وہ بھی اپنی اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا کر نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بنا پر ادوز جو نہیں مانتے وہ عمداً حضورؐ کے فرمان کو رد کرتے ہوئے نہیں بلکہ مجتہد کو اپنے اجتہاد کی بنا پر حدیث کے اوپر عمل کرنے کو نکر سنے کو آپ کے اصحابوں نے بھی جائز ثابت کیا ہے ورنہ شافعی اور حنفی وغیرہ مورد عتاب سے بچنے کے سوا کچھ تہذیبوں پر آپ مقلد ہو کر حملہ کی نکر کریں۔ بیچ ہے۔ ۵

دھن رے دھنیا اپنی دھن۔ آپ کو اپنی خبر رکھنا چاہئے۔ اب آپ اپنے قیام کی خیر منائے اور پھر آگے قدم اٹھائیے۔ اگر کچھ حیا کا ماوہ ہے تو اب اپنے نمبر (۹) کی سنئے۔ اس میں آپ نے ابو ہریرہؓ کی روایت و اذا قرأنا نستوا بنیان کی ہے۔ انصوا

کے صحیح اور غیر صحیح کی بحث کو ہم چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اس لئے کہ یہ ایک علمی بحث ہے اور شیخ صاحب تو محض بیٹن کے تاجر ہیں انہیں اس بحث سے کیا غرض ہم اس کی آسانی سے سمجھا دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب پڑھے اس وقت چپ رہو ہم بھی اس کو فرضی سے تسلیم کرتے ہیں۔ ہم بھی تو یہ نہیں کہتے کہ امام پڑھتا ہو اس وقت بھی تم پڑھا کرو امام کے پڑھنے میں خلل نہیں ڈالنا چاہئے۔ سنئے آپ کے مولانا عبدالحی لکھتوی مرحوم نقلتین الحجرات کے صفحہ ۹۷ میں فرماتے ہیں اس حدیث کو لکھکر قلت صولایدل الاعلیٰ عدم جواز الصراۃ مع خراۃ الامام فی الجھریۃ لا علی امتناع القراءة فی السمریۃ او فی الحجۃ رہتہ عند سکات الامام یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صرف امام کی قرات کے ساتھ ساتھ جہری نماز میں پڑھنے کی ممانعت پر ہی دلالت کرتی ہے سری نماز یا جہری میں امام کے سکوت میں منع پڑھنے پر تو دلالت نہیں کرتی اپنے امام الکلام میں ایک عمدہ بحث اس کے متعلق حوالہ قلم کی ہے وہاں دیکھ لیں صفحہ ۵۵ میں۔ یہ فیصلہ فرماتے ہیں واثبات وجوب السکوت مطلقاً من هذا الاحادیث وکذا من الایقوان قال بہ جمع من اصحابنا عند التنازع لکنہ لا یخلو عن تکلف و تعسف۔ ان حدیثوں اور آیتوں سے مطلق خاموشی کے ثبوت پر دلیل بیکرنا تعسف اور تکلف سے خالی نہیں۔ آپ اپنی مراقی الفلاح کو قدرے اٹھاکر غماخلہ فرمائیں وایعن مقدارۃ احرام المقتدی لاحرام امامہ عند الامامہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکبر فکبر لان اذا الوقت حقیقتہ یعنی امام کی تکبیر کے ساتھ ہی مقتدی کی تکبیر بھی امام صاحب کے نزدیک سونا چاہئے حضور کے اذا اکبر فکبر والکے ارشاد کی وجہ سے اس لئے کہ اذا حقیقت میں وقت کے لئے ہے

لٹھاری کے صفحہ ۱۷۸ میں اس کی یوں تشریح کرتے ہیں فقہ میرالحديث فکبر
 فاذا من تکبیر الامام وانما تستعمل للقرآن ایضا کمافی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 واذا قرأ فالنضو وکذا قولہ تعالیٰ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له الایۃ حیث
 یحییب الاستماع والالفاظ منہن القراءة لا بعدھا یعنی اس حدیث کی
 اصل یوں ہوئی کہ تم تکبیر امام کے تکبیر کہنے کے زمانہ میں کہو اور حرف فاء اتصال کے
 لئے بھی مستعمل ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد واذا قرأ فالنضو اور
 ارشاد باری تعالیٰ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له الایۃ میں ہے اس لئے کہ اس میں
 سننا اور خاموشی اغنیاء لکھنا پڑھنے ہی کے زمانہ میں ہے بعد میں نہیں۔ لیجئے بہت
 شور مٹتے تھے سینہ میں دل کا۔ جو چیرا تو فقط ایک قطرہ ہی خون کا نکلا یہ آپ کے تمام
 کامل اکمل رسالہ کا جواب ہے جو آپ کے طعناوی صاحب نے دیا ہے۔ اب بھی تیل میں
 سے کبھی نکلنے کی ہمت کرے گی حضور کا ارشاد گرامی با نکل میحج ہے اذا لم تسقی فافعل
 ماشئت حضرت ابو ہریرہؓ تو خود امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے قائل ہیں اب فی نفسک کہو
 بھول گئے پھر سے اپنے منبروں کی خبر لیں۔ اب آگے چلیے آپ کے نمبر ۱۰ کی شے اپنے اس میں حضرت
 جابرؓ کی ایک شخص کے سورہ اعلیٰ پڑھنے ادا سے امام کی قرأت کے کافی ہونے کی بات فرماتے
 کا ذکر ہے۔ وار قطنی سے آپ کا مقصد اس کے بیان سے وہی ہے جو ان کے دوسرے بھائیوں
 کا ہے یعنی کہ امام کی قرأت اس کے لئے کافی ہے اور بس شیخ جی نے تو وہی اپنی دو کا مذاری
 کی چال اختیار کی ہے مال کا عیب خریدار کو نہیں بتانا چاہئے اگر اپنے اصل وار قطنی سے یہ
 حدیث نقل کی ہو تو آپ نے بڑا جرم کیا امام وار قطنی الحدیث کے اخیر میں بنانگہ دخل تحریر فرماتے
 ہیں ابو الولید هذا یجھول ولم یدکر فی هذا الاسناد جاہل وغیرابی حنیفہ

اس حدیث کی سند میں ابوالولید راوی ہیں اور وہ مجہول ہیں اس سند میں اس کی حق
 کے موجود ہوتے ہوئے سوائے ابو حنیفہ کے جابر کا نام نہیں لیا پھر دوسری سند بیان
 کے بعد لکھتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے یعنی جابر صحابی کا نام نہیں چاہئے۔
 یہ ہیں آپ کے کارنامے زعلی حنفی نے نصب الراية میں لکھ لیا ہے کہ اس حدیث میں
 حضرت جابر کا نام ابو حنیفہ ہی نے لیا ہے۔ اس حدیث کو حرمیر اور سفیان بن عیینہ
 ثوری ابو الاحسن شعبہ زائدہ زہیر ابو ہریرہ ابن ابی لیلی قیس و شریک وغیرہ نے بھی
 روایت کیا ہے مگر فارسلوہ سب ہی نے اس حدیث کو بلا ذکر نام حضرت جابر روایت کیا ہے
 ہاں حسن بن عمارہ ایک ہیں کہ جنہوں نے امام صاحب کی طرح حضرت جابر کا نام ذکر کیا ہے
 مگر وہ ضعیف یعنی وہ تیسب میں لدیہ ضعیف ہیں۔ امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار
 میں اور کتاب القرات کے صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہے امام صاحب کے شاگردوں میں سے عبداللہ
 بن المبارک نے سفین اور شعبہ اور امام صاحب اور وکیع جو کہ امام صاحب کے شاگرد سمجھے
 جاتے ہیں اور ابو نعیم اور اسحق اور عبد الرزاق و عبد اللہ عذنی ابو داؤد و حنفی ان سب نے
 مرسل ہی روایت کی ہے وکیع اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد الرزاق امام صاحب کے شاگرد
 تصور کئے جاتے ہیں یہ ہستیاں تو کہتی ہیں کہ امام صاحب نے بھی مرسل ہی روایت کیا ہے۔ یہ
 ان کے تلافیہ بالاتفاق ثقہ ہیں اور جنہوں نے امام صاحب سے جابر کا نام بیان کیا ہے
 وہ ضعیف بلکہ انتہاء درجہ کے حدیث میں ضعیف تھے انہوں نے ہی ان کا نام ان کے
 بیان کیا ہے۔ بتائیے کہ ثقہ کی سین یا پھر کچھ لوگوں کی سین انصاف سے کہئے اور حضرت
 جابرؓ نے خود امام کے پیچھے پیڑھنے کے قائل ہیں۔ ابن ماجہ و جزا القرات سے آپ کو پہلے آگاہ
 کر دیا گیا ہے۔ اب آپ نے ہمزہ الہ کو لیجئے اور سنئے اس میں آپ نے ابو موسیٰ اشعریؓ

کی حدیث آئین کی لکھی ہے مسلم سے آپ کی غرض اس کے لکھنے سے سورہ فاتحہ پر
 کی ہے مگر اس میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے نہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں البتہ ان کی سی روایت
 کے بعض لفظوں میں واذا قرأوا فاستمعوا۔ آیا ہے جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔
 اس روایت سے یہ بات ضرور ملتی ہے کہ امام آئین نہ کہ مقتدی کہے جیسا کہ امام صاحب
 کا مذہب ہے مگر حنفیوں کے امام محمد اور امام یوسف کا یہ مذہب نہیں وہ اس حدیث کو اپنے
 لئے حجت نہیں تسلیم کرتے لہذا آپ خود اپنے صاحبین سے اس حدیث کو منوالیں بیوٹا
 امام محمد اوشعار و مکین لیں اس میں تو مطلق قرأت کا بھی ذکر نہیں۔ اس حدیث کو سورہ
 فاتحہ کہے پڑھنے نہ پڑھنے سے تو دور کا بھی واسطہ نہیں فضول لوگوں کا دقت ضائع
 کیا ہے۔ اب آپ اپنے (۱۷) کی بنیے ابن عباس کی وہ حدیث کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کا نماز میں کمر ملنا بیان کیا ہے ما بن ماجہ مسند احمد سے ذکر کیا ہے۔ سنئے اس حدیث کے
 روایت کرنے والے ابن عباس ہیں، اس میں تو کوئی ظلم نہیں ابن عباس حضور کی
 وفات کے بن زمانہ کے پیچھے سورہ فاتحہ کا بڑے زور سے فتویٰ دیتے تھے۔ دیکھو آپ کی
 لٹوادی شریف کے صفحہ ۱۲۱ جلد اول میں ہے۔ اقرأ اخلف الامام بفاتحة
 الكتاب في الظهي والعصا آپ اپنے شاگرد سے کہتے ہیں ظہر اور عصر میں امام
 کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ کتاب القرات امام بیہقی کے صفحہ ۱۳۷ میں ہے حدیث
 کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اقرأ اخلف الامام
 بفاتحة الكتاب امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ۔ امام بیہقی فرماتے ہیں ہذا اسناد
 صحیح لا غبار علیہ اس حدیث کی سند صحیح ہے کوئی اس پر غبار نہیں صفحہ ۶۴ میں
 عطار امام صاحب کے استاد سے ہے کہ لا تدع فاتحة الكتاب جهر الامام اولم

یہ حکم نبی عطا کتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا سورہ فاتحہ مت چھوڑ خواد امام زور سے
پڑھتا ہو یا نہ اور حنفیہ کے اصول کا مسند ہے کہ راوی کا اپنی مروی عنہ سے خلافت
کرنا حدیث کو حجت سے گرا دیتا ہے اس لحاظ سے بھی یہ حدیث حنفیوں کے لئے قابل حجت
نہیں مگر بے حیائی کا کیا علاج ہو حنفیہ کے ایک بڑے حضرت مولانا ناظر حسن
دیوبندی صاحب نے الفرقان کتاب لکھی ہے اس میں اس ایک حدیث کو سات
کتابوں میں نقل کر کے سات ہی دلیلیں بتائیں حالانکہ راوی ایک حدیث ایک پھر
سات دلیلیں کیسے ہو گئیں پس کسی طرح عوام میں ایک رعب کا بٹھانا کہ ہمارے
پاس اتنی دلیلیں ہیں غیر یہ حدیث طحاوی شریف میں بھی ہے اس حدیث کے سبب
سے پہلے مخالفت آپ کے امام محمد میں رہ سکتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور نے وہ کام کئے
ہیں کہ بالاتفاق مسلمانوں کے کسی کو جائز نہیں (۱) قرات کا شروع کرنا جہاں سے
پہلا امام ہو یا ہو (۲) (۱) کا مقتدی ہو جانا ایک ہی نماز میں امام محمد فرماتے ہیں یہ
باتیں آپ کے ساتھ خاص تھیں شیخ نبی اب کہتے آپ کی درختاریاں لکھا ہے خلیفہ
بنانا نماز میں اسی صورت میں جائز ہے کہ امام کو مقدار فرض قرات میں حصر یعنی رکعت
پیدا ہو جاوے جیسے ابوبکر کا یہ واقعہ ہر ایہ باب الحدیث فی الصلوۃ میں ہے - ولو
قرأ مقدار ما تجوز به الصلوۃ لا یجوز بالاجماع بعد مر الحاجۃ
الا استخلافت یعنی اگر امام مقدار فرض قرات کر چکا ہو تو پھر اس کے بعد بالاجماع
خلیفہ بنانا جائز نہیں حنفیہ کے یہاں قرات کی مقدار تین آیتیں ہیں آپ کے یہاں
تو فرض کی مقدار سے کم ہی قرات تو ابوبکر کی حتی پھر آپ کا اعتراض کیسا اور اگر مان
لیں کہ حضور کی فاتحہ پوری ہو گئی تھی تو آپ تو امام ہوئے کیا امام پر فاتحہ اب سنو نہ ہو گئی

ابا امام کو آپ کے یہاں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی ؟ ایمان داری سے
 کیئے یہاں دو کا مماناری کا کام نہیں ہے سوچکر جواب دیں۔ آپ کا یہ فرمانا صفحہ ۳۰
 میں یہ ترک فاتحہ کلیتہ یا جزاً آپ نے کیوں اختیار فرمائی اور وہ رکعت بلا فاتحہ کے
 کیسے درست ہوئی؟ آپ یا تو حضور اقدس ہی سے سوال کر لیں یا قیامت میں کر لینا
 یا اپنے فقہاء سے کر لیں ان سے کہئے۔ اب آپ بھی تو سورہ فاتحہ امامت کی حالت میں چھوڑ دیا
 کریں اب اپنے غیر رسول کی سنیں۔ آپ اس میں حضرت جابرؓ کی ظہر و عصر میں درات
 سے ممانعت کی حدیث فتح القدیر وغیرہ سے بیان کرتے ہیں صرف تمبر بڑھانے کی خاطر
 ورنہ اس کی تو آپ کو ذکر کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کا جواب ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ حضرت
 حضرت جابرؓ کا ارشاد گرامی امام کے پیچھے پڑھنے کا بھی ہم لکھ چکے ہیں تاہم جزاء القراءۃ
 امام بخاری کے صفحہ ۱۷ اور ابن ماجہ وغیرہ دیکھو زیادہ وضاحت معلوم کرنا ہو تو
 کتاب القرات امام بیہقی کے صفحہ ۶۷ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اب آپ نمبر (۱۲)
 کی سنیں اس میں آپ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کی ہے۔ امام
 بیہقی کی کتاب القرات سے مگر اس میں مخالفت کا تو ذکر نہیں ہے۔ صورت کفایت
 کرنے کا آپ نے فرمایا ہے۔ ہم حضرت علیؓ سے پہلے طحاوی وغیرہ سے لکھ چکے ہیں کہ
 وہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔ آپ نے چونکہ امام بیہقی کی کتاب
 القرات سے روایت نقل کی ہے۔ آپ نے تو اصلی سے کیا نقل کی ہوگی۔ مگر یہ کہ
 مماناری ہوگی تاہم خیر آپ کہ ہم اس کتاب کے حوالہ سے آپ کو بتاتے ہیں ملاحظہ ہو
 صفحہ ۶۷ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور حضرت جابرؓ یہ دونوں کہتے ہیں یَعْرَأُ الْاَمَامُ
 وَلَمَّا خَلَفَنِي الْاَوَّلَيْنِ لِبِئَاخِرَةِ الْكُتَابِ وَسُورَةِ الْيَسْنَى اَمَامُ اَوْ مَقْدَرِی

دو دنوں ہی پہلی دور کعبت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور پہلی دور کعبت میں
 فقط سورہ فاتحہ دیکھ لیا شیخ صاحب اب آپ کو کیا چاہئے۔ انہی کو دو آنکھیں اب
 نمبر (۱۵) کو ملاحظہ ہو۔ آپ نے اس میں بحوالہ کنز العمال حضرت ابن مسعود سے روایت
 بحوالہ خطیب لکھی ہے جس کا آخری منہ من ہے۔ اس واسطے کہ امام کی قرأت اس
 کے لئے قرأت ہے اور امام کی مساز اس کے لئے نماز ہے۔ شیخ صاحب نے روایت
 تو نقل کر دی مگر بے سمجھ اس میں یہ بھی تو آپ نے نقل کیا ہے کہ امام کی نماز اس
 کے لئے نماز ہے۔ پھر مقدمہ کی اب نماز کی کیا ضرورت رہی۔ امام جی ہی پڑھ لیا
 کریں نہ رکوع میں دعا کریں نہ تشہد پڑھیں نہ درود وغیرہ۔ بس آپ تو اب منہ کو
 تالا لگا کر ریل کے ڈبے کی طرح گھٹسے ہی پھریں۔ آئندہ سے یہ سب ترک کر دینا
 کیوں صاحب ایسا کریں گے؟ یا آپ کے مولیوں سے کرائیں گے؟ پھر تو آپ
 بڑے ہی بہادر ہونگے میں آپ کی داد دوں گا۔ اب نمبر (۱۶) کی سنئے آپ
 اس میں ابن حبان کی کتاب الصنفاء کے حوالہ سے حضرت زید بن ثابت
 سے ایک موضوع روایت اس طرح کی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے امام کے پیچھے
 قرأت کی اس کی نماز ہی نہیں۔ شیخ صاحب نے لکھی پر لکھی مایہ ہے امام زین العابدین
 اپنی تخریج احادیث ہدایہ کے صفحہ ۲۳۴ جلد اول میں لکھتے ہیں قال ابن
 حبان هذا الحديث لا اصل له ابن حبان نے کہا یہ حدیث بے اصل ہے
 صحیح مسلم میں ان کا قول اس طرح مروی ہے۔ لا قرأت مع الامام یعنی
 امام کے ساتھ ساتھ قرأت کرنا جائز نہیں۔ آپ اپنے صفحہ ۲۲ میں ملاحظہ ہو
 اب مطلع صاف ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب القرائت کے صفحہ ۷ میں حضرت زید

والی مرفوع روایت کو غیر صحیح ثابت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں مولانا عبادی صاحب لکھنوی
 نے تعلیق المجید کے صفحہ ۸۰ میں ابن عبدالبر سے حضرت زید بن ثابت سے نقل کیا ہے
 کہ وہ فرماتے ہیں میں قرآن خلف الامام فضلاء قد تامة یعنی جو امام کے پیچھے پڑھے
 اس کی نماز کامل پوری ہے یہ بھی اس حدیث کی ترویج کرتی ہے اب نمبر ۱۷۱ کی سنئے
 اپنے عینی کے خوالہ سے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امام
 کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت نقل کی ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام کے
 صفحہ ۱۳۳ میں اس کا اچھا خلاصہ کروایا ہے اپنے عینی کی بات لکھ کر فرمایا۔ انہ لجاد صند
 صام ذکرہ فی الباب الاول ان عمر بن الخطاب قال خلف الامام یہ
 عینی والی روایت معارض ہو اس روایت کے جس میں ہر عمر جو از قرآن خلف الامام کے
 تابعین سے ہیں۔ آپ پہلے دیکھ چکے ہیں کہ طحاوی بھی حضرت عمر سے امام کے پیچھے کا فتویٰ
 بیان کیا ہے پھر موسیٰ بن عقبہ ایک چھوٹا طبقہ کا تابعی ہے۔ اس کی خلفا سے ملاقات
 ہی نہیں حضرت عمر حضرت ابو بکر حضرت عثمان بن عفان بنیتوں سے امام راندی نے اپنی
 تفسیر میں اور نیسا بوری نے اپنی تفسیر میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا مذہب بیان
 کیا ہے بلکہ خازن سے بھی معلوم ہوا کہ عینی کی روایت بے تکی ہے اس کا کوئی اعتبار
 نہیں درہ طحاوی غیر معتبر آپ کو کہنا پڑے گا۔ اس کے بعد آپ ابن عمر اور جابر کو مکرر
 اچھالتے ہیں صفحہ ۳۲ میں یہ آپ کی نادانگینی اور بے تعلقی تصانیف پر دال ہے
 ان دونوں کے اقوالوں کے جوابات آپ سن چکے ہیں دیکھ چکے ہیں۔ اب آگے اپنے نمبر (۱۸)
 کو ملاحظہ فرمائیں۔ آپ حضرت عبادہ والی روایت فخر میں ابو نعیم کا خاموش ہو جانا
 بیان کر کے سوال کرتے ہیں۔ اس طرح کہ جماعت میں سنگیڑوں یا مہرڑوں کی تعداد

ہوگی۔۔۔ لیکن کسی نے یہی حضرت عبادہ کی تائید نہیں الخ شیخ جی اسی کا نام ہے
 اور لیا چور کتوال کو ڈاڈے اس کو تو آپ کے یہاں اجماع سکوئی کہتے ہیں یہ مسئلہ تو
 اب اجماعی ہو گیا۔ اگر کسی میں عبت ہوتی یا کسی کے پاس کوئی مستند دلیل ہوتی تو تمام
 خاموشی کیوں اختیار کرتے برابر انکار کرتے اور کہتے کہ یہ بات تمہاری غلط ہے مگر جب
 سب ہی کے نزدیک حضرت عبادہ کا یہ کہنا مانا ہو گیا یا ان کا کہنا مدلل معلوم کرتے
 ہوئے سب نے چپ اختیار کر لیا۔ یہی تو اذنبات تھا بھی ہی تو منہم ہے ان میں
 سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا ثابت نہ ہونا ہی ایک اہل بات ثابت ہو گئی۔ ایمان
 داری سے خدا لگتی کہیں عبادہ اور فسادیت کو ترک کر دیں۔ سچ ہے۔ ع

ہم الامام ان کو دیتے تھے۔ بقدر اپنا نکل آیا۔ شیخ صاحب اپنے جن صحابہ تابعین
 کا نام اوجھلا رہے وہ تو امام کے پیچھے پڑنے کے جواز کے قائل ہیں۔ آپ پہلے دیکھ
 چکے ہیں۔ کچھ تو حیا کو نزدیک آنے دیں۔ اب آگے اپنے غیر (۱۹) کو ملاحظہ ہو آپ نے
 عینی کے حوالہ سے اشی صحابہ سے امام کے پیچھے قرأت کی ممانعت نقل کی ہے ہولانا
 عبدالحی لکھنوی نے امام الکلام کے صفحہ ۱۶۱ میں کہ خلیس مستند بستانم
 ان السبذ مونی جرحوا عند المحدثین مع ان الثابت عن کثیر منہم
 خلافت ذالک یہ بات کسی معتبر سن سے ثابت نہیں مع ہذا اس کا نقل کرنے
 والا سبذ مونی محدثین کے نزدیک مجروح ہے بلکہ ان صحابہ میں سے اکثر سے
 اس کے خلاف ثابت ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور فرماتے ہیں صفحہ ۱۶۱ میں
 کہ وما ذکرہ السرخسی ومن تبعہ ان فساد الصلوۃ مذهب عدۃ
 من الصحابۃ یقال لہ ای صحابی قال یجہذا اولیٰ سخرج خرج هذا وای

راوی حذا و مجر و نسبت الیہم و حاشا صہ من دون مند مسلسل
 محکم بردا قہ صلا یستد بہ او وہ جو بر خسی اور اس کے پیروکار نے بیان کیا ہے
 کہ امام کے پیچھے پرستنے سے نماز کا فاسد ہونا کئی صحابہ کے مذہب سے ہے اس سے کہا جاوے
 کہ وہ کون سا صحابی ہے کہ جس نے یہ کہا ہے کون سا محدث ہے کہ جس نے اس کو روایت
 کیا ہے کون سا راوی ہے کہ جس نے اس روایت کو روایت کیا ہے مجرد ان کی طرف سے
 نسبت کرئیے بلا سند معتد قابل اعتماد نہیں۔ صفحہ ۱۶۱ میں لکھتے ہیں واللہ اعلم بالصواب
 کثیر الشہادۃ کما فقہاء من دون مستند کقول شمس الائمۃ الشریح
 یعنی بہت سے باتیں ایسی ہیں کہ اس کو فقہانے بناویدل ذکر کیا ہے جس طرح شمس الائمہ
 شریح نے بیان کیا کہ نماز کا فاسد ہونا کئی صحابہ کے مذہب سے مروی ہے اور عینی کا کہنا
 کہ شیخ اسی صحابہ سے مروی ہے اور انہیں تمام کاتوال اگرچہ ان کو بڑے بڑے فقہاء
 نے نقل کئے ہیں لیکن اکثر ان میں محدث نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے معتبر سندوں سے
 روایت کیا کہ جس کا دین میں اعتبار ہو اور نہ ہی کسی محدث معتبر کی طرف نسبت
 کیا کہ دل کو تسلی بھی ہو دینی امور میں شیخ صاحب یہ ہے حقیقہ مستحکم حضرت عمر اور عبداللہ
 بن ابی بکر اور دیگر صحابہ علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ سے پڑھنا بیان کر چکے ہیں جو صریح ان
 روایت کے بے اصل اور من گھڑت ہونے کو واضح کرتے ہیں۔ لحادی کا نام صفحہ ۳۳
 پر آپ نے تفصیل لیا وہ یہ چارے ایسی باتوں سے بری ہیں یہ آپ جیسوئی کی حرکت
 ہے آپ نے ہندو (۲۰) میں بھی وہی بات دہرائی ہے۔ سبزوئی دالی روایت کی جس کا ہم
 جواب اور لکھ آئے ہیں۔ سبزوئی کا نام عبداللہ بن محمد بن یعقوب نقیہ مازنی شہر مونی
 ہے۔ میزان الاقتدال میں ہے یہ سبہم بالوضع ہے حدیث میں بنا مانتھا۔ بولانا عبدالحی

لکھنؤی نے عینث انعام کے صفحہ ۱۲۱ میں پوری جرحیں نقل کی ہیں۔ شیخ صاحب
 آپ تو محمد بن اسحق کی تدریس کو روتے تھے۔ یہاں حدیثوں کے بنانے والے سے
 آپ کی طبیعت نے کیسے گوارا کیا ہوگا۔ حدیث بیان کرنا صحیح ہے جبکہ الشیعی
 وینیم۔ دوسروں کی آنکھ کا معمولی تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہسیر بھی
 نظر نہیں آتا۔ یہاں تو بے ڈکائے اونٹ کے اونٹ بھی ہضم اور بے چارے
 غریبوں کو ایک معمولی حلال لقمہ بھی ہضم نہیں کرنے دینا پالندہ کر کے شیخ صاحب یہ
 سب بناوٹی جھوٹ بہیوں کی باتیں ہیں۔ اگر کچھ غیرت کا مادہ ہے تو چلیے اس کی
 سزا لائے اور اپنی بہادری بتائیے۔ اب آپ کے نمبر ۱۲۱ کو ملاحظہ ہو اس
 میں حضرت عمرؓ سے موطا کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اس میں محمد بن عجلان مدنی
 اور سیاحی المحطیٰ عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ شیخ جی آپ اپنے رسالہ کے
 صفحہ ۴ کو پھر غور سے دیکھ لیں اور حضرت عمرؓ عن مروی الاحیاذۃ فی روایت
 الطحاوی ان لوگین میں سے ہیں کہ جو جواز کے قائل ہیں اسی طرح مولانا عبدالحی
 نے امام الکلام کے صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے ہم آپ کو حضرت عمرؓ کا مسلک طحاوی
 وغیرہ سے صحیح سند سے بیان کر چکے ہیں۔ اس کا ان سذوں سے مقابلہ بھی کر کے
 دیکھو اور پھر خدا الگتی ایمان داری سے دوکان داری چھوڑ کر کہیں اب آپ نمبر ۲۲
 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں اپنے حضرت زید بن ثابتؓ کا قول نقل کیا ہے مسلم کے
 ساتھ شیخ جی اس میں تو صاف ہے "امام کے ساتھ قرأت نہیں"۔ ہم کب کہتے ہیں کہ امام
 کے ساتھ ساتھ ہی کرنا چاہیے۔ یہ تو آپ انھیں کھٹے جو اس کو کھے اور حضرت زید بن
 ثابتؓ تو امام کے پیچھے قرأت کے قائلین میں سے ہیں۔ جس کا ہم آپ کی ہلے پتہ بتا چکے ہیں

اور میں بقول سوسنار کی ایک لہوار کی حنفیہ کے مایہ ناز ابن الہمام شایع ہمایہ
 کتاب الجنائز میں فرماتے ہیں۔ قول الصحابة وفعليه حجة عالم شيقدر السنية
 صحابہ کرام کے اقوال و افعال حجت اس وقت ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا فرمان اس بابے میں موجود نہ ہو اور یہاں صریح ارشاد نبوی حسب اقرار
 احناف موجود ہے۔ پھر اس قسم کے بے تکلف اقوال کو پیش کرنا دوتے کی تنکیوں کا سہارا
 یا بے حیائی کا ثمرہ اور بس آپ کے مبروں کا معاملہ بھی بحمد اللہ لڑا ہی چکا۔ اب آپ
 کے چند شیخواروں کی طرف عمان قلم کو متوجہ کرتا ہوں سنئے آپ عنف ۳۵ میں لکھتے
 ہیں۔ "تمام صحابہ کی تعداد سینکڑوں ہے جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے
 تھے۔" شیخ جی یہ تو ہم آپ کی یانی پر اور کوڑے کچرے کی بنیاد اور روئیدگی
 ہے۔ صالحا من خلد آپ سینکڑوں کو چھوڑ پانچ دس ہی سے سورہ فاتحہ کا بالخصوص
 نہ پڑھنا ہی ثابت کر دیتے پھر سوال اٹھاتے بے ثبوت لائیں مارنا آپ نے کس سے
 سیکھا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۳۶ میں آپ کا لکھنا تو ایسی اہم چیز پر جس میں سینکڑوں
 صحابہ مبتلا ہوں، اب پہلے دوچار ہی سے ثابت کر دیتے کہ فلاں فلاں نے سورہ
 فاتحہ پڑھنے کو منع کیا ہے پھر آپ لکھتے تو اچھا معلوم ہوتا آپ صفحہ ۳۶ میں لکھتے ہیں
 اگر فاتحہ فرض یا واجب ہوتی تو معاذ اللہ باری تعالیٰ خاموش نہ رہتا۔ شیخ جی اس
 میں اول تو سورہ فاتحہ کا نام نہیں اللہ میاں کہاں چپ ہے اللہ میاں تو فرماتے ہیں
 فاقروا اما تيسرون القرآن قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو چپ امت دہویہ آیت
 تو مدنی ہے۔ بالالتفاق اور پھر صحیح سندوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر
 امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا ارشاد موجود ہے کسی ایک حدیث میں یہ نہیں

آیا کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مست پڑھو دیکھئے مولانا عبدالحی نعمتی حنفی لعین
 المجد کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں۔ لم یورد فی حدیث مرفوعہ صحیح النبی عن
 قرآنہ الفاتحہ خلف الامام وکل ما ذکرہ لا مرفوعاً اصلاً اصل لہ و
 اصلاً یعم۔ کسی حدیث مرفوعہ میں یہ نہیں آیا کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
 مست پڑھو جو کچھ بھی ان لوگوں نے مرفوع بیان کیا ہے یا تو وہ بے اصل ہے
 یا صحیح ہی نہیں۔ مولانا موصوف۔ غیث الغمام کے صفحہ ۷۸ میں لکھتے ہیں۔ لم یورد
 فی دواۃ قطلاً تقرؤ الفاتحہ خلف الامام وخطوۃ اوفی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عن قرآنہ الفاتحہ خلف الامام۔ کسی روایت میں
 کبھی یہ نہیں آیا کہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ مست پڑھو یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اسی صفحہ
 ۷۸ میں بیس بیس حدیث بدل صراحتہ علی النبی عن قرآنہ الفاتحہ خلف
 الامام لکان فی الجانِبِ المقابل یوجد حدیث وال علی قرآنہ المقتری
 الفاتحہ خلف الامام بحدیث لا تفعلوا الا بفاتحۃ الكتاب۔

ہمارے مذہبی علماء کی دلیلوں میں کوئی ایسی حدیث ان کے پاس نہیں ہے
 جو مقتدری کے سورہ فاتحہ کے منع کرنے پر دلالت کرے جیسا کہ ہمارے مخالف
 پارٹی کے پاس صریح دلیل مذکورہ ہے سورہ فاتحہ پڑھنے کی ہے جیسے حدیث
 مست کہ جو تم مگر سورہ فاتحہ شیخ جی بہر صورت حدیث قرآن کی اصل تفسیر
 اور ذرا ہے۔ آپ غلطی میں ہیں کہ باری تعالیٰ کیوں خاموش ہے۔ سورج
 کا کیا تصور ہے۔ گرد بنید شجرہ چشم آپ صفحہ ۳۶ میں بڑے تباہ

سے لکھتے ہیں: اہل حدیث: تم اپنے اور اخلاف کے ثبوت اور دلائل کا موازنہ کرو مگر انصاف پیش نظر ہے: یہی کام اب آپ کریں۔ اور ایمان داری سے کریں۔ آپ کو حقیقت طریقہ اہل حدیث کی آفتاب کی طرح روشن نظر آئے گی۔ آپ صفحہ ۳۷ میں خرد وہ الی اللہ والرسول فرماتے ہیں بالکل صحیح ہے۔ خدا اور نبی کے حکم صاف اور صریح کی طرف ہی پھیرنا چاہئے۔ مگر شیخ جی آپ تو صریح فرمان بندی کی طرف نہیں پھرتے۔ بلکہ اقوال کی طرف وہ بھی صریح اور صحیح نہیں۔ ایمان سے کہئے۔ مثل ہے چھلنی بوٹے کا عیب نکالتی ہے۔ کیا آپ کو خدا کا فیصلہ منظور نہیں۔ فاقرا ما یتسمن القرآن نماز میں قرآن پڑھ کر پڑھو۔ اور حدیثوں سے اس کی تشریح۔ تفصیل۔ تو صریح فرمادی کسی کے کہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے

ہوتے ہوئے قول رسول۔ آگے آپ کیئے اپنی مشائق الانوار اردو کو دیکھ لیں: خداوندِ کرم صراطِ مستقیم پر قائم دام رکھے۔ ہمارا تو مرنے اور جینا بھی اسی وحدہ لا شریک کے لئے ہی ہے۔ کسی کا بولہ ہے کوئی۔ ہم تو اسی ایک وحدہ لا شریک کے ہو کر رہیں گے۔ ہمارا غیض و غضب دوستی و آشتی محض اسی کی ذات پاک کے لئے ہے۔ ہمیں کوئی بُرا کئے بخدا۔ کئے کسی سے نہ روکار نہیں۔ ہمارا مدافعت عن اللہ وعن الرسول عین ایمان ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناجائز حملے کرنے والوں کی سرکوبی کے لئے بفضلہ و کرم۔ ومنہ تعالیٰ ہر حال و آن میں موجود ہیں۔ وصاؤ فیق الابا اللہ علیہ تو کلمت والیدان فیب وانا المراحی وحمترہ ابو عبد اللہ البکیر

محمد عبد الحلیل السامووی کان اللہ

سورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء، واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔ اجمعین
الحمد للہ
الحمد للہ

Academy

ہدایت الہی۔ مصنفہ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب محدث ہند۔ اس کتاب میں توحید و
رسالت کا اور نماز کے تقریباً کل مسائل و فضائل قیام و رکوع۔ قنہ۔ سجدہ وغیرہ کا مکمل حقہ بیان ہے
نہایت قیمتی و شرعی نکات مصنف نے ودیعت فرمائے ہیں جو عام کتابوں میں آج تک نہیں دیکھے گئے۔ یہ
احکام الحج والنبوی اگر آپ نے سنت کے مطابق حج کرنا ہو تو اس کتاب کو لے جائیے۔ یہ راستہ
کی دہر سنت کی مفتی ہے۔ حج کے تمام ارکان کے مسائل اور ہر مقام کی دعائیں حدیث شریف کے مطابق
اس میں درج ہیں۔ قیمت ۲ روپے ۸

تبئیمہ الخافین۔ قبر پرستی کا قرآن و حدیث اور کتب فقہ سے لاجواب و دقیق
سیرۃ النعمان۔ مع حسن البیان امام ابوحنیفہؒ کی سوانح عمری حقائق کی روشنی
قیمت ایک روپیہ ۲ روپے ۸

حزب المقبول۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ۳۷ دعاؤں کا قابل قدر مجموعہ جن کی
ضرورت ہر مسلم کو ہے۔ یہ صرف ایک بدیہ

دیوان گلشن ہدایت و کسب اور شرعی تطہیری کتابیں۔ گلشن عقاری بدیہ بارہ آنہ
قانع حجتہ الفجاء بدیہ ۲ روپے ۸ (علامہ محمود اک)

ملنے کا پتہ: مکتب خانہ اہل بیت بھٹنڈہ دارالکتاب السنہ صدر بازار دہلی